December 2004

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان
جو شخص حج کرنے کا ارادہ کرے اسے چاہیئے کہ وہ جلدی کرلے۔ (ابوداؤد)
ماہنامہ
علم و عمل
لاہور
حج ایڈیشن
شمارہ نمبر: 14
ذوالقعدة ۱۴۲۵ھ
دسمبر 2004
زیرِ سرپرستی
مصلح الامت حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور
اس شمارے کے اہم عنوان
فہم قرآن
علم حدیث
حلال کمائی میں نیت
خلفاء اربعہ کے حج
حج کی قدر و قیمت
سفارش کے فضائل و احکام
خواتین و بچوں کا علم و عمل
اور
حج کی تمام ضروری معلومات اور طریقہ

فہرست
فرنٹ ٹائیٹل
اداریہ
بیک ٹائیٹل
جامعہ کے شب وروز
علم حدیث
نیۃ المؤمن خیر من عملہ کی وضاحت
محمد سرور
فلسفۂ مسواک
قسط 5
حلال کمائی میں نیت کیا ہو؟
محدث جلیل حضرت مولانا محمد موسیٰ
حج کی قدر وقیمت
سلسلہ تسہیل مضامین معارف القرآن ۵
صراط مستقیم
معنیٰ و مراد
موت کو یاد رکھیں
سلسلہ نمبر ۱۹
خلفائے اربعہ کے حج
احسن المکاتیب
قسط ۷
حج کے سفر پر روانہ ہوتے وقت کی ہدایات
حضرت حاجی عبدالستار صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ مجاز
حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ رحمہ اللہ
اہل اللہ کے زندہ دل ہونے کا راز
حضرت عمر فاروق کا جامع ملفوظ
محدث جلیل حضرت مولانا محمد موسیٰ
خیرات کا زبردست ثواب
جناب علی بہادر
سود خوری اور سودی کاروبار کا عبرت ناک انجام
از ادارہ
اجتماع حج کے نظارہ کی ایک جھلک
حج و عمرہ میں عورتوں کے مخصوص مسائل
سفارش کے فضائل اور احکام
خواتین کا علم و عمل
مردوں اور عورتوں کے حج میں فرق
از مدیر
فکر آخرت
قسط ۷
بچوں کا علم و عمل
بچوں اور بچیوں کا حج
از مدیر

اداریہ | **یہ چراغ بجھنے نہ دیجئے** | **از مدیر**

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین. اما بعد.

کائنات میں سب سے اہم چیز کیا ہے؟ سب سے زیادہ حفاظت کے قابل کونسی چیز ہے۔ دنیا میں سب سے اہم کیا چیز ہوسکتی ہے؟ پوری مخلوقات میں سب سے بڑی نعمت کونسی ہے؟ بھائیو اور بہنوں! آج کل ہر آدمی ان سوالات کے جوابات کیا نکالتا ہے کوئی کہتا ہے سب سے اہم مال ہے کوئی (بہت سمجھدار ہو تو) کہتا ہے کہ تعلیم سب سے بڑی چیز ہے اس سے بڑھ کر جو بہت ذہین اور دیندار ہو وہ کہے گا کہ دینی تعلیم مقدم ہے۔ اس لئے جتنے منہ اتنی باتیں اصل بات کی طرف آیئے۔ تمام بنی نوع انسان سے یہ سوال ہے جو جس مذھب کا ہے حتیٰ کہ کافر بھی اس سوال کا تحقیقی جواب ڈھونڈیں گے تو ان کو بھی مل جائے گا۔ اس وقت سب سے بڑی اور اہم ضرورت کی چیز نہ مال ہے نہ دولت نہ ہیرے جواہرات ہیں نہ عورتیں نہ بچے بلکہ اس وقت سب سے اہم چیز صحیح ایمان ہے۔ جن کو یہ حاصل ہے وہ شکر کریں جن کو حاصل نہیں وہ پہلی فرصت میں اسے حاصل کریں۔ دنیا کی دولتوں میں سے کوئی ایک نہ ہو تو گزارہ ہو جاتا ہے بلکہ کچھ بھی دنیا کی چیزیں نہ ہوں تو پھر بھی گذارہ ہو جاتا ہے۔ مگر جس کے پاس خدانخواستہ ایمان نہیں اس کی بے شک دنیا کی ساٹھ ستر سالہ زندگی گزر جائے گی مگر آخرت میں ایک منٹ بھی عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا۔ کبھی سکون ہو ہی نہیں سکے گا۔ حتیٰ کہ کسی فرشتہ یا بزرگ بلکہ کسی نبی کی بھی سفارش نہیں چل سکے گی۔ اس لئے اہل ایمان کو چاہیے کہ ایمان پر فوری شکر ادا کریں اور پہلی فرصت میں ہی ایمان کی قدر و قیمت جانیں اور ایمان بچاؤ مہم کا نہ صرف آغاز کریں بلکہ عملی اور ذہنی طور پر دعائیں کر کے ایمان بڑھائیں۔

ایمان کی حفاظت اور اس کو بڑھانے کا طریقہ: ایک تو یہ کہ موجودہ ایمان پر شکر ادا کرنا ہے۔ دوسرے احکام الٰہی کی پابندی کرنا۔ تیسرے فرائض واجبات و سنن موکدہ کی پابندی رکھنا ہے۔ چوتھے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے مسنون دعاؤں کا اہتمام کلمہ شریف اور ذکر کرتے رہنا ہے۔ پانچویں اچھے لوگوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا اور دعائیں کروانا ہے۔ چھٹے روزانہ کچھ وقت مقرر کر کے اہل حق کی کتاب کا مطالعہ اور اس پر عمل جاری کرنا ہے۔ ساتویں موت کو روزانہ دس بار دس منٹ سوچنا ہے۔ آٹھویں خوب گڑگڑا کر دعائیں کرنی ہیں۔ پھر ان شاء اللہ تعالیٰ ایمان مضبوط بھی ہوگا، محفوظ بھی اور بڑھ بھی جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائیں اور ہمیں ہر لحہ ایمان کامل سے مالا مال رکھیں۔ آمین ثم آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

منافقین کی مثال

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب دامت برکاتہم

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

أَوْ كَصَيِّبٍ	مِّنَ السَّمَآءِ	فِيهِ	ظُلُمٰتٌ	وَّرَعْدٌ	وَّبَرْقٌ	يَجْعَلُونَ	أَصَابِعَهُمْ
یا ان کی حالت ایسی ہے جیسے بارش	جو بارش آسمان سے ہوتی	اس بارش میں	اندھیرے	اور کڑک	اور بجلی ہے	رکھتے ہیں	اپنی انگلیوں کو

فِيٓ ءَاذَانِهِم	مِّنَ الصَّوَاعِقِ	حَذَرَ الْمَوْتِ	وَاللّٰهُ مُحِيطٌ	بِالْكٰفِرِينَ ﴿١٧﴾
اپنے کانوں میں	بجلیوں کی وجہ سے	موت سے ڈرتے ہوئے	اور اللہ نے احاطہ کیا ہوا ہے	کافروں کا

يَكَادُ الْبَرْقُ	يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ	كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم	مَّشَوْا فِيهِ	وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ
قریب ہے کہ بجلی	اچک لے ان کی آنکھوں کو	جب کبھی روشنی ہوتی ہے ان کے لیے	اس میں چل پڑتے ہیں	اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے

قَامُوا	وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ	لَذَهَبَ	بِسَمْعِهِمْ	وَأَبْصَارِهِمْ	إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٨﴾
کھڑے ہو جاتے ہیں	اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے	لے جائے	ان کے کانوں کو	اور ان کی آنکھوں کو	بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

تشریح و تفسیر فرمایا "ان (منافقین) کی مثال ایسی ہے جیسے بارش میں لوگ ہوں۔ آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے اس میں اندھیرے بھی ہوتے ہیں کڑک بھی، بجلی بھی۔" اللہ تعالیٰ نے کفر کو اندھیرے سے تشبیہ دی ہے اور قرآن پاک میں جو دلائل موجود ہیں، حقانیت (اس) کو چمک کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی بارش نازل ہوئی قرآن پاک کی شکل میں اس میں کفر کو اندھیرا کہا ہے اس میں کافروں کی جو سزائیں ہیں ان کو کڑک کہا ہے اس میں جو دلائل ہیں ان کو چمک کہا ہے۔

"جب بجلی چمکتی ہے یہ (منافقین) کیا کرتے ہیں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں موت کے ڈر سے" اس لئے کہ اوپر سے جو بجلی زمین پر گرتی ہے اس سے بندے اور جانور بھی مر جاتے ہیں اور بھی بڑا نقصان ہوتا ہے (مطلب یہ ہے کہ) ان میں طاقت نہیں ہے کہ قرآن پاک کی آیتیں سن سکیں اس لئے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں۔ ساتویں پارے میں آتا ہے وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ "یہ جو کافر ہیں قرآن پاک سننے سے منع کرتے ہیں اور خود قرآن پاک سے دور بھاگتے ہیں"۔ اور لوگوں کو تلقین کرتے ہیں لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيهِ "قرآن نہ سننا (اور) جب قرآن پاک کی تلاوت ہو رہی ہو تو تم شور ڈال دینا کہ کوئی اور بھی نہ سن سکے اور نہ سمجھ سکے"۔ "اللہ تعالیٰ کافروں کا احاطہ کرنے والا ہے" علمی لحاظ سے بھی اور قدرتی لحاظ سے بھی۔ "قریب ہے کہ وہ بجلی ان کی آنکھوں کو نکال دے۔" اتنی تیز بجلی ہے کہ آنکھوں کی روشنی ختم کر دے۔ حکماء لکھتے ہیں کہ جس وقت بجلی چمک رہی ہو تو اس کی طرف نہ دیکھا کرو اطباء نے بھی لکھا ہے کہ اس کی چمک اتنی تیز ہوتی ہے کہ (اس کی طرف دیکھنے سے) بینائی ختم ہو سکتی ہے۔ جس طرح سورج گرہن ہو تو اس کی طرف دیکھنے سے انسان کی بینائی ختم ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نظام قدرت عجیب سا ہے کہ اتنی تیز چمک ہوتی ہے۔ "جب بجلی چمکتی ہے تھوڑی سی

روشنی ان کے لئے ہوتی ہے تو وہ اس میں چل پڑتے ہیں (اور) جس وقت ان پر اندھیرا ہوتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں۔" کہتے ہیں قرآن پاک میں مالی امداد کی بہت ساری مدات ہیں۔ ان منافقوں کو جب مال غنیمت مل جاتا ہے اور وہ اس چمک سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو ساتھ چل پڑتے ہیں (اور) کہتے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں (یعنی) جس وقت اندھیرا ہو جاتا ہے کچھ نہیں ملتا تو اپنی جگہ ٹھہر جاتے ہیں۔ پھر منافقوں کو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور وہ (منافقین) صرف اپنے فائدے ہی کو دیکھتے ہیں جب ان کو تھوڑا بہت فائدہ نظر آیا، روشنی نظر آئی ساتھ چل پڑے۔ جس وقت اندھیرا ہو جاتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں۔

"اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی آنکھوں، ان کے کانوں کو بالکل سلب کر سکتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

ایک بات سمجھیں قرآن جب سے نازل ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک بد باطن فرقے قرآن پاک پر اعتراض کرتے ہیں۔ سب سے بڑا خبیث گزرا ہے پنڈت دیانند سرسوتی (یہ آریا سماج کا لیڈر تھا)۔ اس نے ایک کتاب لکھی ہے "ستیارتھ پرکاش" اس کا چودھواں باب قرآن پاک پر اعتراضات کے لئے ہے۔ قرآن پاک کے نازل کرنے والے کو وہ کہتا ہے: بے ایمان، جاہل، بدو رب تعالیٰ کو جاہل، بدو کہتا ہے اپنے آپ کو کہتا ہے محقق۔ پہلے نقل کرتا ہے قرآن کریم کی آیت کا ترجمہ پھر آگے کہتا ہے: محقق کہتا ہے۔ اس آیت کریمہ پر بھی اس نے اعتراض کیا ہے۔

کہتا ہے مسلمانو! تم قرآن میں پڑھتے ہو اللہ ہر چیز پر قادر ہے مجھے یہ بتاؤ کہ اللہ چوری پر قادر ہے کہ نہیں، زنا پر قادر ہے کہ نہیں۔ اگر چوری پر قادر ہے، زنا پر قادر ہے پھر ہم میں اور رب میں کیا فرق رہا؟ اگر قادر نہیں تو پھر تمہارا قرآن سچا نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس دور میں انہوں نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں۔ (ان کی) ایک کتاب ہے "انتصار الاسلام" (اس کتاب) میں اس کے اور اعتراضات کے جواب بھی دیئے ہیں۔ اِس کا جواب بھی دیا ہے۔ حضرت نے جو فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

پنڈت جی! چوری کی تعریف یہ ہے کہ غیر کی مِلک میں آپ ہاتھ ڈالیں۔ اپنے مال سے لینا تو چوری نہیں ہوتا ہے۔ اپنی مِلک کی کوئی چیز لے لینا چوری نہیں کہلاتا چوری ہوتی ہے غیر کی مِلک میں پہلے تم غیر کی مِلک ثابت کرو پھر تم اعتراض کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ اور بھی کوئی ذات ہے۔ جس کی کوئی ایسی ملکیت ہے جو اللہ کی ملکیت نہ ہو۔ پھر زنا کے لئے آلات چاہئیں زنانہ اور مردانہ آلۂ تناسل۔ پہلے تم رب تعالیٰ کے لئے آلات ثابت کرو تو پھر آگے چلیں گے۔ رب تعالیٰ کی ذات جب ان چیزوں سے پاک ہے، ہماری طرح آنکھیں نہیں، ہماری طرح کان نہیں، ہماری طرح ہونٹ نہیں، ہماری طرح زبان نہیں، ہماری طرح ہاتھ نہیں جو بھی اس کی صفتیں ہیں وہ اس کے ساتھ ہیں لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ اس جیسی کوئی شے نہیں۔ جب رب تعالیٰ جسمانی نہیں بلکہ جسمانیات سے پاک ہے اور پنڈت جی! اس کو آپ بھی مانتے ہیں تو پھر یہ اعتراض نرا احمقانہ سوال ہے تو بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

بدکلامی سے محفوظ رہنے کی دُعا

عمرو بن معاویہ العقیلی یوں دعا فرمایا کرتے تھے

اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَثَرَاتِ الْکَلَامِ.

"اے اللہ! مجھے کلام کی لغزشوں سے بچا۔"

(البیان و التبیین ۱/۵۱۴)

علم حدیث

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ کی وضاحت

حضرت مولانا صوفی
محمد سرور صاحب مدظلہم

بامسمه تعالى نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ

ترجمہ: مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں:
(۱) نیت بلاعمل میں ثواب ہے مثلاً نیت کی کہ آج رات سو نفل پڑھونگا پھر نیند یا بیماری کی وجہ سے نہ پڑھ سکا تو ثواب سو نفل کا مل جائے گا اور عمل بلا نیت میں ثواب نہیں مثلاً دو نفل پڑھنے کی نیت دکھاوے کی ہے تو ثواب نہ ملے گا۔ (۲) دل کی اصلاح کیلئے جو تدبیریں کی جاتی ہیں ان میں نیت بلاعمل تو داخل ہے کیونکہ مثلاً اللہ تعالیٰ کی عظمت کے تصور سے کہ وہ بہت بڑے ہیں تواضع پیدا ہوتی ہے جو دل کا کمال ہے اور عمل بلا نیت سے دل کی ترقی نہیں ہوتی مثلاً ماتھا زمین پر رکھا ساتھ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا تصور نہ کیا تو تواضع پیدا نہ ہوگی۔ (۳) پوری زندگی میں نیت میں کوئی کمزوری نہیں آتی مثلاً بیمار ہو یا سفر میں جائے تو نیت میں کوئی کمی نہیں آتی اور عمل میں کمزوری بیماری و سفر وغیرہ کی وجہ سے آجاتی ہے۔ (۴) نیت دل کی صفت ہے اور دل اشرف الاعضاء ہے یعنی سب اعضاء میں زیادہ عزت والا ہے اس لئے نیت کا درجہ بھی اونچا ہے۔ (۵) دل امیر الاعضاء ہے یعنی سب اعضاء کا سردار ہے باقی اعضاء ہاتھ، پاؤں وغیرہ اس کے ماتحت ہیں اس لئے دل کی صفت نیت کا درجہ بھی اونچا ہے۔ (۶) نیت موت کے بعد کیلئے بھی ہو سکتی ہے مثلاً یہ نیت کرے کہ میری عمر اگر ہزار سال سے بھی زیادہ ہوئی تو میں نماز نہ چھوڑوں گا اور عمل موت سے آگے نہیں بڑھ سکتا اس لحاظ سے بھی نیت کا درجہ عمل سے اونچا ہے۔ (۷) نیت اگر اونچے درجے کی تھی لیکن کسی رکاوٹ کی وجہ سے وہ نیت پوری نہ ہوئی تو ثواب اونچے درجہ کا ہی مل جاتا ہے مثلاً نیت کی کہ میں دو نفل بہت یکسوئی اور خشوع و خضوع سے پڑھونگا لیکن جب نفل شروع کئے تو وساوس بہت زیادہ آنے لگ گئے جن کی وجہ سے یکسوئی اور خشوع خضوع بہت اعلیٰ درجہ کا نہ کر سکا تو ثواب اعلیٰ خشوع و خضوع کا مل جائے گا لیکن عمل جتنا پایا گیا اتنے کا ثواب ہی ملے گا دس نفل پڑھے ہیں تو دس کا ثواب ہی ملے گا بیس نفل کا تو ثواب نہ ملے گا۔ (۸) اچھی نیت جائز عمل کو مستحب بنا دیتی ہے اور بُری نیت مستحب عمل کو بھی گناہ بنا دیتی ہے۔ عمل نیت کو بدل نہیں سکتا۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين
والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين
وعلىٰ اٰله واصحابه واتباعه اجمعين.

محمد سرور عفی عنہ

اپنے کو بدلیے قرآن کو نہ بدلیے

بر هوا تاویل قرآن میکنی
پست و کژ شد از تو معنی سنی

چوں ندارد جان تو قندیلہا
بہر بینش میکنی تاویلہا

کردہ تاویل لفظ بکر را
خویش را تاویل کن نے ذکر را

(تو اپنی خواہش کے موافق قرآن کے معنی بیان کرتا ہے تیری وجہ سے اچھے معنی خراب ہو گئے ہیں جب کہ تیرے پاس روشنی کی قندیلیں نہیں ہیں تو اس کے دیکھنے کے لئے تاویلیں کر رہا ہے تو نے لفظ بکر کی تاویل کی یعنی نئی تاویلیں کر رہا ہے حالانکہ تجھے اپنی خواہشات کو بدل کر قرآن کے موافق کرنا چاہئے قرآن کو نہیں بدلنا چاہئے) (ماخوذ از راہ نجات ص ۱۹۲)

حلال کمائی میں نیت کیا ہو؟

محدث جلیل حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی قدس سرہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جس شخص نے حلال طریقے سے رزق حاصل کیا حرام سوال سے بچنے کی خاطر، اپنے اہل وعیال کو رزقِ حلال پہنچانے کی خاطر اور اپنے ہمسائے پر مہربانی اور اس کے ساتھ ہمدردی وتعاون کی خاطر تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور جس شخص نے حلال مال کمایا دولت بڑھانے فخر کا اظہار کرنے اور دکھلاوے کی غرض سے تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض اور غضب ناک ہوں گے۔ (حلیۃ الاولیاء ۳/۱۱۰)

اس حدیث سے اولاً یہ بات ثابت ہوئی کہ حلال مال کے کمانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں بلکہ یہ باعثِ اجر وثواب ہے بشرطیکہ کمانے والے کی نیت اچھی ہو مثلاً اس کی یہ نیت ہو کہ اپنی محنت سے کمائے ہوئے مال کے ذریعے وہ خود بھی اور اس کے اہل وعیال بھی حرام سوال سے بچے رہیں گے اور اس مال کے ذریعے وہ کسی مسلمان ہمسائے وغیرہ کی مدد بھی کر سکے گا۔ ثانیاً اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ بری نیت سے یعنی فخر وریا یا محض بے فائدہ دولت بڑھانے کی نیت سے حلال مال کا کمانا بھی خدا تعالیٰ کے غضب کا باعث ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حرام مال حاصل کرنا کتنا خطرناک ہوگا۔

افسوس صد افسوس ـــ آج کل گلشن اسلام خزاں کی زد میں ہے اس کی بہار ختم ہو رہی ہے بلکہ یوں کہنا بھی بے جا نہیں کہ اس کی بہار بالکل ختم ہو چکی ہے۔ اکثر لوگ دنیا کی حرص میں مبتلا ہیں۔ حلال وحرام کا فرق نہیں کرتے۔

خزاں کی دیکھ کر آمد کہا رو رو کے بلبل نے
چمن میں خانہ ویرانی کے ساماں ہوتے جاتے ہیں

کیا یہ دنیا دار، آخرت سے غافل، حریص (لالچی) اور حلال وحرام میں تمیز نہ کرنے والے لوگ یہ نہیں سوچتے کہ وہ ہمیشہ اس دنیا میں رہنے والے نہیں۔ ان کی عمریں نہایت مختصر ہیں۔ موت کے حملے جاری ہیں۔ ایسا زمانہ بھی بہت جلد آنے والا ہے کہ یہ زمین وآسمان باقی ہوں گے۔ چاند وسورج اور ستاروں کا یہ حسین نظام موجود ہوگا۔ بہار وخزاں کا سلسلہ ہوگا مگر نہ یہ لوگ ہوں گے اور نہ ان کا نام ونشان ہوگا۔

ہزاروں منزلیں ہوں گی ہزاروں کارواں ہوں گے
بہاریں ہم کو ڈھونڈیں گی نہ جانے ہم کہاں ہوں گے

(ماخوذ از ترغیب المسلمین)

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ایک فون یا خط کے ذریعے فوری رسالہ جاری کروایا جا سکتا ہے۔ رقم منی آرڈر کرتے وقت منی آرڈر کوپن پر یا خط میں اپنا خط وکتابت کا نام و پتہ خوشخط لکھا کریں تاکہ آپ کو رسالہ بروقت پہنچ سکے۔

صراط مستقیم || معنیٰ و مراد

نتیجۂ انفاس حضرت
مولانا محمد ادریس کاندھلوی
رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''صراط'' اصل میں اس راستہ کو کہتے ہیں جس میں پانچ باتیں پائی جائیں: (۱) سیدھا ہو۔ (۲) مقصد تک پہنچانے والا ہو۔ (۳) سب سے زیادہ قریب اور نزدیک ہو (۴) وسیع اور کشادہ ہو۔ (۵) مقصد تک پہنچنے کے لئے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ ہو۔

جس راستہ میں یہ پانچوں باتیں پائی جائیں اس کو صراط کہتے ہیں۔ جب تک یہ پانچ باتیں نہ پائی جائیں اس وقت تک صراط کا لفظ نہ بولا جائے گا۔

صراط کی صفت مستقیم ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سب سے قریبی راستہ یہی ہے اس لئے کہ اقلیدس کا قاعدہ ہے کہ جب دو نقطوں میں مختلف اور متعدد خطوط ملائے جائیں تو تمام خطوط میں سب سے قریب اور سب سے چھوٹا خط ہی خط مستقیم ہوگا اور سیدھا راستہ ہی منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔

خدا تک پہنچنے کیلئے یہی ایک راستہ ہے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ۔ ''اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اسی راستہ پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہیں تم کو خدا کے سیدھے راستے سے نہ ہٹاویں۔''

مطلب یہ ہوا کہ اے پروردگار! میں عاجز اور ناتواں (کمزور) ہوں مجھ کو قریب اور سیدھے راستہ سے اپنے تک پہنچا دے ٹیڑھے راستہ پر پڑ جانے سے خطرہ ہے کہ منزل مقصود تک نہ پہنچوں اور دور کے راستہ میں مشقت ہے۔

عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ''صراط مستقیم'' سے دین اسلام مراد ہے اور بعض احادیث صحیحہ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ محمد بن الحنفیہ فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم سے اللہ کا دین مراد ہے جس کے سوا اور کوئی دین قابل قبول نہیں (ابن کثیر)

استقامت کے معنیٰ توسط اور اعتدال کے ہیں جو ٹھیک افراط اور تفریط کے درمیان ہے۔ حق تعالیٰ کی محبت اور اطاعت پر قدم کا ٹھیک جم جانا کہ اب ڈگمگانے کا احتمال نہ رہے اس کا نام استقامت ہے۔

استقامت کا مقام نہایت بلند ہے اسی وجہ سے حضرات عارفین استقامت کو کرامت سے بڑھ کر سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین (تسہیل و ترتیب محمد طیب)

بچوں کے بارے میں ایک سنت

جب شام ہو جائے تو بچوں کو باہر نہ نکلنے دیں۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اس وقت شیطان کا لشکر زمین پر پھیلتا ہے۔ (گلزار سنت ص ۳۱)

خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے حج

حضرت مولانا حبیب الرحمن الاعظمی رحمہ اللہ
تلخیص: مولانا محمد عمر فاروق صاحب

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ اسلام میں سب سے پہلے امیر الحج ہیں۔ حج کی فرضیت کے بعد جو پہلا حج اسلام کی تاریخ میں ہوا وہ آپ کی سرکردگی میں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا قائم مقام بنا کر بھیجا تھا۔ اس سے اگلے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس حج فرمایا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو پہلے سال آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر بھیجا اور دوسرے سال خود حج پر تشریف لے گئے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حج پر عامل مقرر کیا یعنی اس اہم فریضہ کی ادائیگی اور اس کے انتظام کے لئے ان کو اپنا نائب بنایا۔ لیکن اس کے باوجود آپ اپنے عہد خلافت میں ہر سال حج کے لئے حاضر ہوتے۔ آپ کی مدتِ خلافت تقریباً دس سال ہے۔ ۱۷ھ میں جب آپ نے حج وعمرہ کیا تو مسجد حرام کی توسیع فرمائی اور حدودِ حرم کے نشانوں کی تجدید کرائی ۲۳ھ میں آپ نے آخری حج کیا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

آپ نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں عاملِ حج حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا لیکن ہر سال خود بھی حاضر ہوتے تھے۔ اور ازواج نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ساتھ لیجاتے تھے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا۔ اور ہر شہر کے عامل (گورنر) کو فرمان بھیج دیا تھا کہ وہ ایام حج میں مکہ آکر ان سے ملا کرے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت خلافت تقریباً پانچ سال ہے اور یہ پورا زمانہ سخت ابتلاء وآزمائش کا تھا۔ اس لئے آپ خود اس مدت میں حج کو نہ جاسکے۔ مگر آپ کی طرف سے نیابتاً کبھی عبداللہ بن عباس اور کبھی قثم بن عباس کی سرکردگی میں یہ فریضہ ادا ہوا۔ ہاں آپ نے اپنی خلافت سے پہلے حج ادا کئے ہیں۔ چنانچہ آپ کے ایک حج کا ذکر مجمع الزوائد میں ہے اور ایک حج کا ذکر بخاری وغیرہ میں بھی ہے۔ (از اعیان الحجاج)

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا قریبی راستہ

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، عرض کیا کہ:

يَا رَبِّ دُلَّنِيْ عَلٰى أَقْرَبِ طُرُقِ إِلَيْكَ.

”اے اللہ! مجھے اپنے تک پہنچنے کا سب سے قریب راستہ بتلا دیجئے۔“

ارشاد ہوا يَا بَا يَزِيْد دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ.

”اے بایزید! اپنے نفس یعنی اس کی ناجائز خواہشات کو چھوڑ دو پھر راستہ سیدھا ہے بے خطر چلے آؤ“

(ماخوذ از راہ نجات ص ۱۹۳)

خیرات کا زبردست ثواب

جناب علی بہادر صاحب
بٹوال

(۱) حدیث میں ہے کہ سخاوت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عبادت ہے۔ (یعنی حق تعالیٰ بہت بڑے سخی ہیں) (۲) حدیث میں ہے کہ تحقیق بندہ صدقہ کرتا ہے روٹی کا ٹکڑا بھر وہ بڑھتا ہے اللہ کے نزدیک یہاں تک کہ ہو جاتا ہے مثل احد پہاڑ کے یعنی اللہ تعالیٰ اس کا ثواب بڑھاتے ہیں اور ثواب اس قدر بڑھ جاتا ہے جیسے اُحد پہاڑ کے برابر خرچ کرنا اور اس کا ثواب اس کو ملتا ہے۔ لہذا تھوڑا بہت کا خیال نہ کرنا چاہئے جو کچھ میسر ہو خیرات کر دیں (۳) حدیث میں ہے کہ دوزخ سے بچو اگر چہ ایک چھوارے کا ٹکڑا ہی دے کر یعنی اگر چہ تھوڑی ہی چیز ہو اور یہ خیال نہ کرو کہ تھوڑی چیز کیا خیرات کرے یہ بھی ذریعہ بن جائے گی دوزخ سے نجات حاصل کرنے کا۔ (۴) حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صدقہ کے ذریعہ سے روزی طلب کرو یعنی خیرات کرو اس کی برکت سے روزی میں ترقی ہوگی (۵) حدیث میں ہے کہ احسان کا کام بُری ہلاکتوں سے بچاتے ہیں اور پوشیدہ خیرات دینا اللہ تعالیٰ کے غصے کو بجھاتا ہے اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا عمر بڑھاتا ہے اگر نیک کام کرتے دیکھ کر دوسرے کو رغبت ہو تو ایسے موقع پر اس کام کا ظاہر طور پر کرنا بہتر ہے۔ اور اگر یہ امید نہ ہو تو خفیہ کرنا افضل ہے بشرطیکہ کوئی اور بھی خاص وجہ خفیہ یا ظاہر کرنے کی نہ ہو (۶) حدیث میں ہے کہ سائل کا حق ہے اس پر جس سے کہ وہ سوال کرے اگر چہ وہ گھوڑے پر سوار آ جاوے۔ اگر گھوڑے پر سوال کرے اسکو بھی دینا چاہئے اس لئے کہ ایسا شخص بظاہر کسی مجبوری سے سوال کرے گا یہ خیال نہ کرے کہ اس کے پاس تو گھوڑا ہے تو یہ کیسے محتاج ہو سکتا ہے پھر ہم اس کو کیوں دیں ہاں اگر کسی خاص وجہ سے معلوم ہو کہ یہ شخص حقیقت میں محتاج نہیں ہے بلکہ اس نے کھانے کمانے کا یہی پیشہ بنایا ہے۔ تو ایسے شخص کو خیرات دینا حرام ہے اور اس کو مانگنا بھی حرام ہے خوب سمجھ لو (۷) حدیث میں ہے کہ بیشک صدقہ بجھاتا ہے قبر کی گرمی اور ضرور یہی بات ہے کہ سایہ حاصل کرے گا مسلماں اپنے صدقے کے سایہ میں قیامت کے روز یعنی صدقہ کی برکت سے قبر کی گرمی دور ہوتی ہے اور قیامت کے دن سایہ میسر ہوگا (۸) حدیث میں ہے کہ خرچ کرائے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور مت اندیشہ کر عرش کے مالک سے کمی کا۔ یعنی مناسب موقعوں پر خوب خرچ کرو اور تنگی کا اندیشہ حق تعالیٰ سے نہ کرو اور اس جگہ عرش کی ملکیت اللہ تعالیٰ کی خاص طور پر فرمائی گئی اگر چہ وہ تمام چیزوں کا مالک ہے سو یہ خصوصیت اس لئے فرمائی گئی کہ عرش نہایت عظیم الشان مخلوق ہے۔ پس اس کو ذکر میں خاص کیا اور بتلا دیا کہ جس ذات کے قبضہ و تحت میں ایسی عظیم الشان چیز ہے اور وہ ایسی بڑی چیز کا مالک ہے تو اس سے تنگی کا اندیشہ نہ کرنا چاہئے اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ ہر شخص زیادہ خرچ کر ڈالے اور پھر پریشان ہو۔ غرض یہ ہے کہ جو لوگ دل کے پختہ ہیں اور صبر کی ان میں پوری قوت ہے تو وہ جس قدر چاہیں نیک کاموں میں خرچ کریں کیونکہ وہ تکلیف سے پریشان نہیں ہوتے۔ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جو قسمت میں لکھا ہے وہ تو ہم کو ضرور ملے گا۔ خیرات سے کمی نہیں ہوگی۔ بلکہ برکت ہوگی۔ تو ایسی ہمت کی حالت میں بشرطیکہ کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو۔ ان کو اجازت ہے۔ اور ان کیلئے یہی اچھا ہے کہ ہر طرح کے نیک کاموں میں خوب خرچ کریں اور جن کے دل کمزور ہیں ان میں صبر کی قوت کم ہے۔ آج خرچ کر دیں گے کل کو تنگی سے پریشان ہوں گے اور نیت خراب ہوگی تو ایسے لوگ فقط ضروری موقعوں پر جیسے زکوٰۃ و صدقہ فطر وغیرہ اور مروّت کے موقعوں پر خرچ کریں۔

(بہشتی زیور حصہ سوم صفحہ ۶۵+۶۶)

اجتماع حج کے نظارہ کی ایک جھلک

حضرت مولانا محمد جمیل قوم صاحب
خلیفہ حضرت مفتی رشید صاحب

واقعی غور کا مقام ہے۔ دیکھو تو سہی کہ دنیا کی تمام نسلیں کس طرح بھائیوں اور عزیزوں کی طرح ایک مقام پر جمع ہیں۔ سب کی ایک ہی حالت، ایک ہی وضع قطع، ایک ہی لباس، ایک ہی مقصد، ایک ہی نعرہ ہے اور ایک ہی صدا کے ساتھ سب خدا کو پکار رہے ہیں۔ سب خدا ہی کے لئے حیران و سرگشتہ (پریشاں) ہیں۔ سب کی عاجزیاں اور درماندگیاں خدا ہی کے لئے ابھر آئی ہیں۔ سب کے اندر ایک ہی لگن اور ایک ہی ولولہ ہے سب کے سامنے محبتوں، چاہتوں اور بندگیوں کے لئے ایک ہی محبوب و مطلوب ہے۔ یہ سب خدا کے عشق و محبت میں خانہ ویران ہو کر جنگلوں، دریاؤں اور سمندروں کو قطع (طے) کر کے دیوانوں اور بے خودوں کی طرح یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ صرف اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ تمام انسانی غرضوں اور مادی خواہشوں سے خالی اور الگ تھلگ ہو کر بہیمانہ شرارتوں کی زندگی سے علیحدہ ہو کر صرف اور صرف اُس خدائے قدوس کو پیار کرنے کے لئے، اس کی راہ میں دکھ اٹھانے اور مصیبت سہنے کے لئے اور اس کی محبت ورأفت (مہربانی) کو پکارنے اور بلانے کے لئے جس نے اپنے قدوس دوست کی دعاؤں کو سنا اور قبول کیا۔

سو ایک ابراہیمی پکار نے ملکوں کو اکٹھا کر دیا، قوموں کو جوڑ دیا، نسل اور زبان و مکان کے سارے تفرقے دور کر دیئے۔ ایک ہی مقام میں، ایک ہی وضع و لباس میں، ایک ہی صورت و اعتقاد کے ساتھ اس طرح جمع کر دیا کہ انسانی گمراہی کے بنائے ہوئے سارے امتیازات مٹ گئے۔ انسانی اخوت و وحدت اپنی اصلی صورت میں بے نقاب ہو گئی۔

۱۳۴۵ھ میں ایک برطانوی انگریز رابرٹس نے اس حج کے نظارہ کا نقشہ پیش کیا جو کہ جدہ میں دیکھا تھا۔ اس نے کہا کہ آجکل بحر احمر کا یہ ساحلی مقام جدہ کے تمام کرۂ ارض کے انسانوں کا مرکز بن گیا ہے۔ خشکی اور تری دونوں راہوں سے قوموں اور ملکوں کے قافلے پہنچ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جدہ کی زمین شق ہو گئی ہے جو انسانوں کے انبوہ کثیر (ہجوم) اگل رہی ہے۔ یہ ہندوستانیوں کا گروہ ہے، یہ پست قد والے جاوی کھڑے ہیں ان کے ساتھ ہی چین کی منگولین صورتیں کھڑی ہیں۔ دوسری طرف ترکستانیوں کی سیاہ ٹوپی اور افغانیوں کی بڑی پگڑی نظر آ رہی ہے۔ ان کے پیچھے ایک گروہ یمنی عربوں کا ہے جو سرخ جبے پہنے جا رہا ہے۔ تیسری طرف حبشی کھڑے ہیں اور ان کے پیچھے مصری طربوش (سرخ رنگ کی اونچی ٹوپیاں) نظر آ رہے ہیں۔

سو یہ ہے اسلام کی چوتھی اہم عبادت جس کے متعلق حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (آل عمران ۹۷) ''لوگوں پر اللہ کے واسطے حج بیت اللہ فرض ہے جس کسی میں بھی وہاں پہنچنے کی استطاعت (طاقت ہو) ہو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صاحب استطاعت مسلمان بغیر حج کے مر گیا اسے اختیار ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (مشکوٰۃ شریف)

(ماخوذ از راہ جنت ص ۳۸۷)

سفارش کے فضائل اور احکام

مولانا محمد نوید خان
جامعہ عبداللہ بن عمر

سفارش کی حقیقت یہ ہے کہ جس کے پاس سفارش کی جا رہی ہے اس کو صرف توجہ دلانا کہ یہ بھی ایک موقع ہے اس طرف بھی توجہ فرمائیں ۔

فضائل سفارش (۱) وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا (النساء:۸۵)

ترجمہ : جو کوئی سفارش کرے نیک بات میں اس کو بھی ملے گا اس میں سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بری بات میں اس پر بھی ہے ایک بوجھ اس میں سے اور اللہ ہے ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ۔ اس آیت میں شفاعت یا سفارش کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کو دو حصوں اچھی سفارش اور بری سفارش میں تقسیم فرمایا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھی سفارش کا ثواب اور عذاب اس پر موقوف نہیں کہ وہ سفارش کامیاب ہو بلکہ اس ثواب و عذاب کا تعلق محض سفارش کر دینے سے ہے۔

(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی حاجت مند اپنی ضرورت لیکر آتا اور اپنی ضرورت پوری کرنے کیلئے درخواست کرتا تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے کہ تم اس حاجت مند کی مجھ سے سفارش کر دو کہ "آپ اس کی حاجت پوری کر دیں" تا کہ تمہیں بھی سفارش کا اجر و ثواب مل جائے ۔ البتہ فیصلہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر وہی کرائے گا جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرمائیں گے ۔ (بخاری) یعنی تمہاری سفارش کی وجہ سے کوئی غلط فیصلہ تو میں نہیں کروں گا ۔ فیصلہ تو وہی کرونگا جو اللہ کی مرضی کے مطابق ہوگا لیکن تم جب سفارش کرو گے تو سفارش کرنے کا ثواب تم کو بھی مل جائے گا ۔ اس لئے تم سفارش کرو ۔ (۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندہ کی امداد میں لگا رہتا ہے جب تک وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی امداد میں لگا رہے" (مسلم) ۔ سفارش میں بھی دوسرے مسلمان کی مدد کی جاتی ہے۔

احکام سفارش (۱) سفارش ہمیشہ ایسے کام کی ہونی چاہئے جو جائز اور برحق ہو ۔ کسی ناجائز کام کے لئے یا ناحق کام کے لئے سفارش کسی حالت میں بھی جائز نہیں ۔ جیسے مقدمات میں کسی فریق کا خیال رکھنے سے متعلق سفارش کرنا یا امتحان میں کسی کو اچھے نمبر دینے کی سفارش کرنا ۔ (۲) سفارش ایک شخص کی حاجت براری کے ساتھ ساتھ ایک گواہی بھی ہے اس بات کی کہ جس شخص کے حق میں سفارش کی جا رہی ہے وہ سفارش کرنے والے کی نظر میں اس کام کے کرنے کا اہل ہے اور گواہی کے اندر اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ واقعہ کے خلاف نہ ہو ۔ (۳) سفارش چونکہ ایک مشورہ بھی ہے لہذا سفارش کرنے کا انداز مشورے کا ہو، دباؤ ڈالنے کا نہ ہو اور مشورہ دینے والے کا فرض ہے کہ وہ جس بات کو بہتر سے بہتر سمجھے اس کا مشورہ دے اور مذکورہ حدیث کے مطابق جس کو مشورہ دیا جائے اس بات کا پابند نہیں ہے کہ آپ کے مشورہ کو ضرور ہی قبول کرے ۔ معلوم ہوا کہ اگر آپ کی سفارش قبول نہ بھی کی گئی تو کوئی ناگواری نہ ہونی چاہئے ۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا پہلے کنیز تھیں

جب ان کو آزاد کیا گیا تو شریعت کے قاعدہ کے مطابق ان کو بھی فسخ نکاح کا اختیار مل گیا۔ انہوں نے حضرت مغیث رضی اللہ عنہ سے اپنے نکاح کو فسخ کر دیا۔ حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کو چونکہ ان سے بہت تعلق تھا اور چاہتے تھے کہ نکاح ہو جائے تو انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے سفارش کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تم اپنے فیصلے سے رجوع کر لو تو اچھا ہے۔ انہوں نے فوراً سوال کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کا یہ حکم ہے یا مشورہ؟ اگر آپ کا حکم ہے تو میں دوبارہ نکاح کرنے کیلئے تیار ہوں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں صرف سفارش کر رہا ہوں، تو وہ اپنے فیصلہ پر قائم رہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ادنیٰ سی بھی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا۔ (بخاری) اس میں آپ نے امت کو یہ تعلیم دی کہ مشورہ میں محض توجہ دلانا ہوتا ہے دباؤ نہیں ڈالا جاتا۔

(۴) سفارش اس طرح نہیں کرنی چاہیے کہ دوسرا آدمی مغلوب ہو جائے اور اس پر دباؤ ہو۔ بعض اوقات مدرسہ یا مسجد کا چندہ وصول کرنے کیلئے کسی بڑے مولانا صاحب یا خود مدرسے کے مہتمم چلے جاتے ہیں یہ بذات خود ایک دباؤ ہے، جس سے وہ شخص اپنی دلی خوشی کے بغیر دباؤ میں آ کر چندہ دیتا ہے یہ خیال کر کے کہ یہ تو بڑے آدمی ہیں ان کو کیسے انکار کروں۔ یاد رکھیے دلی خوشی کے بغیر جو چندہ دیا جائے اس کو وصول کرنا جائز نہیں۔ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ جب کسی کے نام سفارش لکھتے تو عموماً یوں لکھا کرتے "میرے خیال میں یہ صاحب اس کام کے لئے موزوں ہیں" اگر آپ کے اختیار میں ہو اور آپ کی مصلحت اور اصول کے خلاف نہ ہو تو ان کا کام کر دیجئے"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائیں اور نیکی کرنے کی اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

ابھی وقت ہے توبہ میں دیر نہ کیجئے

تم کو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے میں کسی گناہ کی وجہ سے دیر نہ کرنی چاہیے۔ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک گندا ناپاک شخص دریا کے پاس گیا تو دریا نے کہا تو میرے پاس آ پاک ہو جائے گا۔ اس نے جواب دیا کہ تو پاک اور صاف و شفاف اور میں پلید و ناپاک تیرے پاس ایسی حالت میں کیونکر آؤں۔ دریا نے کہا: اچھا مت آ مگر پھر جی ساری عمر یوں ہی ناپاک رہو گے کیونکہ دنیا میں کوئی چیز پانی کے سوا نہیں جو ناپاک کو پاک کر دے۔ اگر ناپاک آدمی پاک ہونا چاہے تو اس کو چاہیے کہ اسی ناپاکی اور گندگی کی حالت میں دریا کے اندر چلا جائے۔ محققین فرماتے ہیں کہ خواہ تم کیسے ہی گناہ گار اور اپنے گناہوں سے تم کتنے ہی شرمندہ ہو مگر تم اسی حالت میں اللہ کے دربار میں جا کر کھڑے ہو اور آنکھیں بند کر کے یہ کہنا شروع کر دو کہ اے اللہ! توبہ ہے، اے اللہ! توبہ ہے اور اس قدر کہو کہ وہ حجاب جو تمہارے اور حق تعالیٰ کے درمیان واقع ہو گیا ہے وہ بالکل اٹھ جائے۔ یہی حجاب وہ چیز ہے جو توبہ کی توفیق حاصل کرنے کا طریقہ ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک دفعہ ہمت کر کے زبان سے توبہ شروع کر دو اور کرتے رہو یہاں تک کہ دل سے توبہ نکلنے لگے۔ صاحبو! اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ زبان سے توبہ کا لفظ نکالنے پر تم کو قدرت حاصل ہے کبھی یہ بھی سلب نہ ہو جائے۔

(راہ نجات ص ۴۷)

یک دفعہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے یہ فرمایا کہ ہم میں تو ہمت نہیں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے روزہ سے تقویٰ پیدا ہونے کی صورت میں یہ فرمایا کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ چونکہ روزہ میں تقلیل طعام ہے س لئے اس سے قوت بہیمیہ جو گناہ پیدا کرتی ہے وہ کمزور ہو جاتی ہے تقویٰ اختیار کرنا آسان ہو جاتا ہے یہ نقل کر کے حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے، وجہ صل میں یہ ہے کہ گناہ کی عادت چھوڑنے کی قوت روزہ سے پیدا ہوتی ہے کہ جب کھانے کی پختہ عادت کو بدل دیتا ہے تو گناہوں کی عادت کا بدلنا بھی آسان ہو جاتا ہے اور قوت بہیمیہ کی کمزوری کے لئے تقلیل طعام ضروری نہیں دو کھانوں میں فصل بڑھ جانا ہی کافی ہے اپنے بزرگوں کی تحقیقات بیان فرما کر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا کرتے تھے یا حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ پنی طرف سے فرمایا کرتے تھے

اُولٰئِکَ آبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ

یعنی "ہمارے آباء اور ہمارے اکابرین یہ ہیں ان جیسے ے جریر جب مجتمع ہوں تو تم بھی لاکر دکھاؤ"۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ جیسی ہستی کی نظیر اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ جیسی ہستی کی نظیر کوئی لاکر دکھاوے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ایک دفعہ نقل فرمایا کہ حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کی ایک دفعہ ایک ہندو سے ملاقات ہوئی جس کے پاس ایک کتاب میں کسی پنڈت کے کچھ کشف لکھے ہوئے تھے اس میں حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں تو یہ لکھا تھا کہ ان کی عمر بہتر (۷۲) سال کی ہوگی اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے متعلق یہ لکھا تھا کہ ایسے رشی (یعنی عالم) صدیوں میں آیا کرتے ہیں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پاس ان پیش گوئیوں کا ذکر ہوا تو پہلی پیش گوئی کے متعلق یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے کشف میں جھوٹا کرے اور دوسرے پیشن گوئی کے متعلق فرمایا کہ ہر شخص کی نظیر صدیوں ہی میں آتی ہے گویا اپنے مجدد ملت ہونے کے کمال کو تواضعاً چھپایا، لیکن جب اکابر دیوبند میں مشہور و مسلم ہے کہ اس صدی کے مجدد حضرت تھانوی رحمہ اللہ ہیں تو پھر بھلا یہ بات کیسے چھپی رہ سکتی ہے۔

احقر راقم الحروف کو کچھ حیرانی تھی کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کثرت سے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات بیان فرماتے ہیں اتنے ملفوظات کیسے یاد رہتے ہوں گے اس کا جواب احقر کو یوں ملا کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ جب خیر المدارس کے جلسہ پر تشریف لے گئے اس سال حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے بہت سے خلفاء کرام کو دعوت دی گئی تھی کیونکہ حضرت مولانا شبیر علی صاحب رحمہ اللہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے متعلقین کو کسی اجتماعی طرز پر تبلیغ وخدمت دین کی دعوت دینا چاہتے تھے اس سلسلہ میں حضرت مولانا شیر محمد صاحب گھوکی رحمہ اللہ جو ہمارے بزرگوں میں "مفتی مناسک" شمار کئے جاتے تھے انہوں نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ سے اپنا ایک واقعہ ذکر فرمایا کہ میں ایک دفعہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں دو روٹیاں خاص قسم کی پکا کر لے گیا اور بطور ہدیہ پیش

کہیں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے دیکھ کر فرمایا ایک روٹی چھوٹی ہے ایک بڑی ہے، اب اگر میں اپنے دو گھروں میں سے ایک گھر میں چھوٹی دوں ایک میں بڑی تو یہ عدل کے خلاف ہے اسلئے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی طرف سے ایک گھر میں ایک اور دوسرے گھر میں دوسری بطور ہدیہ کے دیویں، آپ کے ذمہ تو عدل نہیں وہ خاوند کے ذمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ مولنا شیر محمد صاحب گھوگی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے بڑے غور اور توجہ سے حضرت کی اس شان عدل والی بات کو سنا اور بعد میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ملنے والوں سے وجاہت بیان فرمائی۔ متعدد بار وہ واقعہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے احقر کی موجودگی میں سنایا۔ اب احقر راقم الحروف کی سمجھ میں یہ آیا کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ملفوظات یاد فرماتے ہیں اول تو محبت کی وجہ سے محبوب کی باتیں فوراً دل کی تہہ میں پہنچ جاتی ہیں اور پھر جلدی جلدی بیان فرمانے سے تکرار ہوتا رہتا ہے تو وہ بہت پختہ یاد ہو جاتی ہے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے دونوں گھروں میں مساوات کرنے کیلئے ایک ترازو اپنے بیٹھنے کی جگہ میں رکھا ہوا تھا، جو چیز دونوں گھروں میں ارسال فرماتے تھے تو تول کر برابر ارسال فرماتے تھے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ بھی دو تھیں اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کو بیعت فرمانے میں تاخیر فرمائی اور جب تک پوری تسلی نہ فرمائی کہ دو اہلیہ محترمہ ایسے طریقہ سے رہتیں ہیں کہ ان کی حق تلفی کا حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ پر کچھ بار نہیں، جب تک اس بات کی تسلی نہ فرمائی بیعت نہیں فرمایا۔

بہر حال احقر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی شان فکر آخرت عرض کر رہا تھا غالباً حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ہی کے زبان مبارک سے احقر نے یہ بھی سنا کہ ہمارے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا سامان بہت معمولی سا اور مختصر تھا ایک پرانا سا صندوق تھا اور ایسے ہی مختصر سی چند چیزیں تھیں اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانوی نے فرمایا کہ اگر میں چاہتا تو خانقاہ کی دیواریں سونے کی ہوتیں یہ بھی فرماتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تصانیف کی برکت سے ایک بڑی جماعت حلال روٹی کما رہی ہے یعنی لوگ حضرت کی کتابیں چھاپتے ہیں بیچتے ہیں، روزی کماتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ارشادات میں ہے کہ کافر غالباً انگریز نے پوچھا کہ آپ نے جو بیان القرآن لکھا اس کے عوض میں کتنے روپے لئے فرمایا کچھ بھی نہیں، کہا تو پھر کیا فائدہ ہوا فرمایا دو فائدے ہوئے ایک یہ کہ لوگوں کو پڑھتے ہوئے فائدہ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں تو دل خوش ہوتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ کہ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی آنے والی ہے۔ اس میں اس کا فائدہ ظاہر ہوگا حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے غم لے کر ہم خانقاہ جاتے تھے۔ حاطہ خانقاہ میں داخل ہوتے ہی سب غم ختم ہو جاتے تھے۔ عجیب جگہ تھی کوئی ہنس رہا ہے، کوئی رو رہا ہے۔ بعضوں کو وہاں کے پاکخانوں سے خوشبو آتی ہے۔

آسان صبر

ابن خبازہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے غور و فکر کیا تو ہم نے نیکی پر صبر کرنے کو زیادہ آسان پایا عذاب الٰہی پر صبر کرنے سے۔ (البیان و التبیین ۲۴۸/۱)

یعنی نیکی پر ڈٹے رہنا عذاب سہنے کی نسبت آسان ہے۔

قسط 5

فلسفۂ مسواک

مولانا محمد طیب الیاس

فلسفۂ مسواک علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ کی زبانی

مسواک کا فلسفہ یہ ہے کہ ہمیں ان تمام احوال میں اچھی طرح پاک صاف رہنے کا حکم دیا گیا ہے جن احوال میں اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوتی ہے اور مسواک سے بھی اچھی طرح صفائی حاصل ہوتی ہے۔ (گویا مسواک کرنا ربّ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے)۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ چونکہ تلاوت (قرآن) کے سلسلہ میں فرشتوں سے واسطہ پڑتا ہے اور فرشتے تلاوت کے وقت قاری (پڑھنے والے) کے منہ پر اپنا منہ رکھتے ہیں اور فرشتوں کو بدبو سے سخت تکلیف پہنچتی ہے اس لئے مسواک کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ منہ کی بدبو دور ہو جائے اور فرشتوں کو قرآن مجید سننے کے وقت تکلیف نہ پہنچے۔ (آداب القرآن ص ۱۲۵ تسہیل)

فلسفۂ مسواک حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی زبانی

یوں تو بالعموم دانتوں کو صاف کرنا اور اجلا بنانا بڑے بڑے فوائد پر مبنی ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی نہایت عمدہ ہے کہ جب کسی عالی شان دربار میں جانا ہو تو دربار میں حاضر ہونے سے پہلے ظاہری شکل وصورت کا سنوارنا اور دانتوں کو صاف کرنا بے حد ضروری ہے کیونکہ بات چیت کرنے کے وقت دانتوں کی زردی اور میل نظر پڑنے سے ان لوگوں کو نفرت ہوتی ہے جو سلیم الطبع ہوتے ہیں۔ پس حق تعالیٰ جل شانہ سے بڑھ کر کس کا دربار عالی شان ہو سکتا ہے جس کے لئے یہ اہتمام کیا جائے کیونکہ (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے)

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ (صحیح مسلم)

یعنی "خدا تعالیٰ خوب ہے اور خوبی پسند کرتا ہے۔" سو جبکہ یہ بات ٹھہری (کہ وہ خوبی پسند کرتا ہے) تو دانتوں کے میل اور منہ کی بدبو کو وہ کب پسند کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے شعائر اللہ میں سے اعظم شعار یعنی نماز پڑھنے سے پہلے جیسا کہ دیگر گندگیوں اور میل کچیل کو صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے ایسا ہی دانتوں کے میل، منہ اور مسوڑھوں کی بدبو کو بھی دور کرنا مستحسن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز سے پہلے مسواک کا استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ شعائر اللہ کی تعظیم کے لئے جو امور بجالائے جاتے ہیں ان سے جسمانی فوائد ہونے کے علاوہ اخروی اجر وثواب بھی ملتا ہے۔ نیز یہ کہ بہت دنوں تک مسواک نہ کی جائے تو مسوڑھوں اور دانتوں میں غذا کے بقیہ اجزاء رہنے اور میل جم جانے سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور جب انسان (اس حالت میں) مسجد کے اندر نمازیوں میں جا کر کھڑا ہوتا ہے تو اس کی بُو سے ان نمازیوں کو اور ارواحِ طیبہ یعنی فرشتوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور یہ امر اللہ کے ہاں اور لوگوں کے ہاں مکروہ (ناپسندیدہ) ہے۔

(المصالح العقلیۃ للاحکام النقلیۃ ص ۴۱، ۴۲ بتسہیل)

اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں میں سنن اور مستحبات کی اہمیت پیدا فرمائے اور تمام سنن اور مستحبات پر تا زندگی عمل پیرا رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین ثم امین

رات کے پچھلے حصے میں کچھ دولت بانٹی جاتی ہے
جو جاگت ہے سو پاوت ہے جو سووت ہے سو کھووت ہے

ابوالحسن نوتوی کا بیان ہے کہ ایک بار میں دریا کے راستے سے سفر کر رہا تھا، اتفاق سے جہاز تباہ ہو گیا اور جتنا کچھ سامان اس میں تھا سب ڈوب گیا۔اس سامان میں میرا ایک گدا بھی تھا جس کے اندر چار ہزار دینار کا ایک موتی بھی سلا ہوا تھا۔چونکہ حج کے دن قریب تھے اور ڈر تھا کہ ٹھہرنے کی وجہ سے کہیں حج کے دن ہی نہ گزر جائیں۔ میں پیدل ہی چل پڑا۔ جہاز کے دوسرے مسافروں نے کہا ذرا ٹھہر جاتے شاید کوئی آ جائے اور دریا سے غرق شدہ سامان نکال دے۔فرماتے ہیں کہ میں نے ان مسافروں سے کہا کہ میرا جو سامان دریا میں گر گیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے میرے گدے میں ایک ایسی چیز سلی ہوئی تھی جس کی قیمت چار ہزار دینار ہے مگر میں عرفات کے وقت پر اس رقم کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

لوگوں نے پوچھا آخر تم کو یہ مرتبہ (یعنی دل میں حج کی اتنی قدرومنزلت) کیسے حاصل ہوا؟ میں نے کہا سنو! میں ثواب حاصل کرنے اور آخرت کے فائدوں کی لالچ میں اکثر حج کیا کرتا تھا۔ایک بار سفرِ حج میں پانی ختم ہو گیا اور پیاس سے جان پر آ بنی قافلہ کے اور لوگ بھی پیاس سے بے تاب تھے۔میں اپنے اونٹ سے اتر پڑا اور پانی کی تلاش میں نکل گیا۔ جب میں ایک دو میل دور نکل گیا تو دیکھا کہ گچ اور چونے کا بنا ہوا ایک حوض ہے اور اس کے اندر ایک فقیر بیٹھا ہوا ہے۔اس فقیر نے اپنی لاٹھی زمین میں گاڑ رکھی ہے اور جہاں لاٹھی گاڑی ہے وہاں سے پانی ابل رہا ہے اور وہ پی رہا ہے۔میں بھی حوض میں اتر گیا اور پانی پی کر سیراب ہوا۔اس کے بعد قافلہ میں آیا تو دیکھا اور لوگ بھی اونٹوں سے اتر چکے ہیں اور آگے بڑھنے کی ہمت ان میں باقی نہیں تھی۔میں نے ایک مشک نکالی اور پانی سے بھر لایا جب لوگوں نے میرے کاندھے پر پانی سے بھری مشک دیکھ لی تو یہ حال ہوا کہ گویا کسی نے منادی کر دی ہو غرض سارے لوگ مشکیں لئے ہوئے اس حوض پر پہنچ گئے اور سب نے پانی پیا اور مشکیں بھریں۔اس کے بعد قافلہ روانہ ہو گیا۔

جب حج میں ایسے ایسے خدا رسیدہ لوگ آتے ہوں اور وہاں یہ دعا کرتے ہوں کہ اے اللہ! جو لوگ یہاں حاضر ہیں تو ان کو معاف کر دے۔میں اس حج کی حاضری پر چار ہزار دینار کو ترجیح دے سکتا ہوں؟ نہیں خدا کی قسم میں ساری دنیا کو بھی حج پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ابوالحسن فرماتے ہیں کہ میں نے جہاز کے مسافروں سے یہ کہا اور اپنا سارا سامان دریا میں چھوڑ کر چل دیا۔اس واقعہ کے راوی کا بیان ہے کہ ابوالحسن رحمہ اللہ کا کل سامان جو ڈوبا تھا اس کی قیمت پچاس ہزار دینار تھی۔(اناعیان الحاج ص ۲۲۵)

بہترین توشہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ قبرستان تشریف لے گئے پس (قبر والوں کو خطاب کر کے) فرمانے لگے: رہے مکانات تو ان میں رہائش اختیار کی جا چکی، رہے مال تو وہ تقسیم ہو چکے، رہی عورتیں تو وہ بیاہ چکیں، پس یہ وہ خبریں ہیں جو ہمارے پاس ہیں تم بتاؤ تمہارے پاس کیا خبریں ہیں۔پھر خود ہی فرمانے لگے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم کو بات چیت کرنے کی اجازت دی جائے تو تم یہی خبر دو گے کہ تقویٰ بہترین توشہ ہے۔(البیان والتبیین ۲۶۴/۱)

سلسلہ نمبر ۱۹

موت کو یاد رکھیں

سلسلہ تعلیمی بیانات حضرت اقدس مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

حدیث شریف میں آتا ہے کہ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ کو جو مرتا ہے اس کی قیامت تو آجاتی ہے۔کیونکہ جزا وسزا موت کے بعد شروع ہو جاتی ہے عمل کرنا ختم ہو جاتا ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ آخرت پتہ نہیں کتنے طویل عرصے کے بعد آئی گی۔یہ ٹھیک ہے کہ بڑی قیامت کا تو ہمیں علم نہیں کہ کب آئے؟ لیکن موت سے چھوٹی قیامت تو ہر ایک کی آجاتی ہے۔مرتے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ میں کتنے پانی میں ہوں عمر جو گزاری کامیاب رہی یا ناکام رہی۔آج ہم اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں کہ یہ ہیں وہ ہیں لیکن جب قبر میں اتریں گے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ زندگی ہم نے اچھی گزاری یا بری گزاری۔جب کوئی جنازہ اٹھائیں یا جنازہ پڑھیں یہ سوچنا چاہئے کہ آج ہم کسی اور کو کندھوں پر اٹھا رہے ہیں کل کو ہم نے بھی ایسی چارپائی پر لیٹنا ہے۔ہمیں لوگوں نے کندھا پر اٹھانا ہے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں

ع تماشا نہ بن جانا تماشا دیکھنے والو

لوگ تماشا دیکھتے ہیں یہ پتہ نہیں کہ ہمارا بھی تماشا بننے والا ہے۔قیامت میں جمع ہونا ہے اگر ہم نے گناہ نہ چھوڑے ، نیکی نہ کی ، آخرت کی تیاری نہ کی تو ہمارا تماشا بنے گا لوگ ہمیں دیکھیں گے، ہمارے عذاب کو دیکھیں گے۔ اس دن کی فکر ہونی چاہئے۔قبر کی فکر ہونی چاہئے کہ ہم نے قبر میں اترنا ہے اور قبر کوئی دور تو نہیں، پتہ نہیں آج ہی اترنا پڑ جائے، پرسوں اترنا پڑ جائے، کچھ پتہ نہیں کہ موت کب آجائے۔

مَا اَبْعَدَ مَا قَدْ فَاتَ وَمَا اَقْرَبَ مَا هُوَ آتٍ

کہ جو چیز چلی گئی وہ دور چلی گئی، اور جو آنے والی چیزیں ہیں وہ قریب ہیں۔موت آنے والی ہے اور ہمیں وقت معلوم نہیں کہ کب آئے گی اس لئے اس کو ہر وقت آنے والی سمجھنا چاہئے۔ہمیں جو وقت نہیں بتایا گیا تو اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں۔ہمیں وقت بتا دیا جاتا تو ہم غافل ہو جاتے کہ ابھی تو ہمارے دس سال باقی ہیں، کوئی کہتا ابھی پانچ سال باقی ہیں ایک دن پہلے توبہ کرلیں گے ایک گھنٹہ پہلے توبہ کرلیں گے۔تو وقت نہ بتانے میں مصلحت ہے۔اس لئے ہر سانس کو آخری سانس سمجھیں، ہر لمحے کو آخری لمحہ سمجھیں۔ہر وقت توبہ کرتے رہیں، نمازوں، روزوں کی قضا ذمے میں ہوں قرض ذمے میں ہوں تو ان کو ادا کریں اور لکھ بھی دیں کہ اتنے ذمے میں ہیں شریعت کے جو احکام ہیں ان کی پابندی کریں۔

شریعت کی پابندی کو آسان سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔کچھ ماحول کی خرابی کی وجہ سے کچھ اپنی خرابی کی وجہ سے ہمیں مشقت پیش آجاتی ہے۔بعض کو غیبت چھوڑنی مشکل ہو جاتی ہے۔کسی کو جھوٹ اور بدنظری چھوڑنی مشکل ہو جاتی ہے۔اس میں ہمارا اپنا قصور ہے ہم نے خود ایسے طریقے اختیار کر لئے جس کی وجہ سے شریعت کی پابندی ہمیں دشوار ہو جاتی ہے۔حقیقت میں شریعت کے احکام میں کوئی دشواری نہیں ہے لیکن نفس کی مخالفت ضرور ہے۔نفس کی مخالفت نہ ہو تو پھر احکام کا فائدہ ہی کیا ہوا کیونکہ یہ تو امتحان ہے کہ کون نفس کی مخالفت کی مشقت کو برداشت کرتا ہے اور کون نہیں؟ پھر آہستہ آہستہ نیک عمل کرتے کرتے وہ عمل طبعاً آسان ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں اعمال میں لذت محسوس ہوتی ہے بغیر ان کے چین نہیں آتا۔ان کو کیفیات روحانیہ کہتے ہیں۔کیفیات دونوں قسم کی ہوتی ہیں روحانی اور جسمانی۔ روحانی کیفیات اعمالِ صالحہ کرنے سے، دین کی پابندی سے پیدا ہوتی ہیں۔اسی کیفیت کا اثر ہوتا ہے کہ اگر کوئی پکا

نمازی ہو تو اگر اس کو کہا جائے کہ ایک لاکھ روپے آپ کو دیں گے صرف ایک نماز چھوڑ دو تو وہ کبھی نماز نہیں چھوڑے گا۔ فرض تو بڑی چیز ہے سنتیں بھی نہیں چھوڑے گا۔ فجر کی دو سنتوں کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ "رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا" (صحیح مسلم) کہ فجر کی دو سنتیں تمام دنیا کی دولتوں سے بہتر ہیں۔ ایسے ہی عصر کی نماز کے بارے میں آتا ہے کہ "جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو گئی اس کا اتنا نقصان ہو گیا گویا کہ سارا مال برباد سارا خاندان برباد ہو گیا (مسلم)"۔ علماء نے "عصر کی نماز فوت ہونے" کی تین تفسیریں بیان کی ہیں: (۱) ایک یہ کہ نماز قضا ہو جائے یعنی سورج ہی غروب ہو جائے (۲) نماز قضا تو نہ ہو لیکن فوت ہونے کے یہ معنی ہیں کہ عصر کا وقت مکروہ شروع ہو جائے یعنی جس وقت دھوپ پیلی پڑ جائے اس وقت نماز پڑھے تو یہ نقصان ہے۔ (۳) عصر کی جماعت فوت ہو جائے تو وہ یہ سمجھے کہ اس کا اتنا بڑا نقصان ہو گیا۔ دین کی ہر بات بہت قیمتی ہے اس کا احساس ہمیں مرنے کے بعد ہو گا۔ جب چیز ہاتھ سے نکل جاتی ہے تب اس کی قدر ہوتی ہے قرآن و حدیث کے ذریعے سے ہمیں پہلے سے سمجھا دیا گیا کہ دیکھو! وقت ہے سوچ لو! مرنے سے پہلے سوچ لو! یہ چیزیں بہت قیمتی ہیں ان کا نقصان بڑا نقصان ہے۔ اور قرآن و حدیث کے ذریعے ہمیں خبردار کرنا بھی بہت بڑا انعام ہے۔ کچھ کافر اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں عذاب کے ذکر کے بعد فرمایا "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ" (سورۃ الرحمٰن) کہ تم ہماری کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔ تو عذاب تو کوئی نعمت نہیں ہے۔ پھر کیوں فرمایا؟ ہمارے ایک عالم نے جواب دیا کہ دیکھو دنیا میں یہ عذاب اور دوزخ کا ذکر ہو رہا ہے۔ دنیا میں دوزخ کا ذکر یہ انعام ہے کہ دیکھو گناہ کرو گے تو اس دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔ یہ وقت سے پہلے بتایا جا رہا ہے۔ عذاب کے آنے سے پہلے بتایا جا رہا ہے۔ جیسے کوئی نابینا جا رہا ہو اور آگے گڑھا ہو اسے کہنا کہ ادھر سے مت جانا گڑھے میں گر جاؤ گے تو اسے حادثے سے پہلے بتا دینا کتنا بڑا انعام ہے۔

قیامت کے دن جنت میں جانا بھی دوزخ کے اوپر سے گزر کے ہو گا تاکہ کچھ نہ کچھ دوزخ کا منظر دیکھ کر جب جنت میں جائیں گے تو جنت کی قدر زیادہ ہو گی کہ ایسے عذاب سے ہمیں بچا لیا گیا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر میں صبح و شام آدمی کو اس کا ٹھکانا دکھلایا جاتا ہے۔ اگر برا آدمی ہے تو پہلا سے جنت کا حصہ دکھایا جاتا ہے کہ اگر تم اچھے ہوتے تو یہاں ہوتے، پھر دوزخ کا حصہ دکھایا جاتا ہے کہ اب تم یہاں جاؤ گے قیامت کے بعد۔ اسی طرح اگر اچھا ہو تو اس کو صبح و شام دونوں حصے دکھائے جاتے ہیں کہ پہلے دوزخ کہ اگر تم برے ہوتے تو یہاں جاتے اور پھر جنت دکھائی جاتی ہے کہ اب قیامت کے بعد تم یہاں جاؤ گے۔ اس سے نیک آدمی کو دوزخ دیکھ کر اور پھر جنت میں اپنا مکان دیکھ کر زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! آپ کو یہ پسند ہے کہ اس طریقے سے دنیا میں تکلیفیں اٹھاویں قبر سے ہوتے ہوئے، قیامت سے ہوتے ہوئے جنت میں پہنچیں یا یہ پسند ہے کہ جنت میں آپ پیدا ہو جاتے؟ فرمایا کہ نہیں مجھے یہی پسند ہے کہ دنیا کی تکلیفیں اٹھائیں، قبر کے حالات دیکھیں، قیامت کے میدان سے گزریں، پل صراط سے گزریں، پھر جنت میں جائیں۔ اس لئے جو بچے جنت میں پیدا ہوں گے ان کو کیا لطف آئے گا جنت کا۔ راحت کا لطف تو جب آئے گا کہ جب کچھ نہ کچھ تکلیف کا اندازہ بھی کیا ہو۔

ع چند روزے جہد کن باقی بخند

کہ چند دن تھوڑی سی مشقت اٹھا لیں پھر ہنسنا ہی ہنسنا ہے، راحت ہی راحت ہے، مزے ہی مزے ہیں۔ بس تھوڑی سی مشقت ہے وہ مشقت ہے عمل صالح کی، دین کی، تقویٰ کی، یہ تھوڑی بہت مشقت تو ہے یہ نہ ہو تو جنت کا لطف کیسے آئے؟

اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہمیں سب موقعوں میں دین کی پابندی کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

مکتوب نمبر ۹

حال: احقر کسی وجہ سے اعتکاف نہیں بیٹھ سکا، البتہ اکیسویں رات میں بیداری کر چکا ہے اور اس میں تلاوت وغیرہ میں مشغول رہا ہے نیز دو گھنٹے کے قریب مستحب اعتکاف بھی دن کے وقت گذشتہ دو دن سے بیٹھ چکا ہے۔

ارشاد: یہ بھی غنیمت ہے۔

حال: احقر کا ارادہ ہے کہ باقی ایام رمضان المبارک کے بھی اسی طرح گزار دے کہ طاق راتوں میں جاگے اور روزانہ کچھ دیر مستحب اعتکاف بیٹھ لیا کرے۔

ارشاد: ایسا ہی کر لیا کرو۔

حال: کیا غیبت کرنے والے کی طرح غیبت سننے والے کا گناہ بھی اُس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک کہ اس شخص سے خود معافی نہ مانگے جس کی غیبت سنی ہے؟

ارشاد: صرف توبہ کافی ہے۔

حال: شہوت کی زیادتی کے وقت اگر کوئی شخص خود کسی ذریعے سے منی خارج کر دے تو کیا وہ گنہگار ہوگا جبکہ کسی جائز طریقہ سے شہوت کا مقتضاء پورا نہ کر سکے؟

ارشاد: جی گناہ کا کام کیا۔

مکتوب نمبر ۱۰

حال: اخلاق رذیلہ (برے اخلاق) کی اصلاح کس طرح شروع کروں؟

ارشاد: جو خلق رذیلہ معلوم ہو کہ یہ مجھ میں ہے مثلاً حسد، تکبر وغیرہ تو اس کے ازالہ کی تدبیر دریافت کرو۔

مکتوب نمبر ۱۱

حال: دن میں جب شہوت کا غلبہ بہت بڑھ جاتا ہے اور برے تصورات میں لذت آنے لگتی ہے۔ جب ارادہ ہوتا ہے کہ چھوڑوں تو دل چھوڑنے کو نہیں چاہتا اور اس وقت نکاح کرنے کو دل چاہتا ہے۔ یہ خیالات زیادہ تر سوتے وقت آتے ہیں۔ اس کا علاج تجویز فرماویں۔

ارشاد: خود تو یہ خیال نہ لاؤ اگر خود بخود آجاویں تو ان کے موافق عمل کرو اور موت اور قبر اور اس کے بعد کے احوال سوچا کرو۔

حال: اللہ تعالیٰ کی محبت عشق کے درجہ کی پیدا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ارشاد: اتباع شریعت اور دعا اور اہل محبت کی صحبت اور انعام الٰہی کا مراقبہ۔

حدیث "دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے" کا مطلب

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (دنیا کو) جیل خانہ تکلیف وغیرہ کی وجہ سے نہیں فرمایا کیونکہ بعض مؤمنین کو دنیا میں ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس لئے فرمایا ہے کہ جیل خانے میں کبھی جی نہیں لگا کرتا اگرچہ کیسا ہی عیش ہو۔ تو مسلمان کی شان یہ ہے کہ دنیا میں اس کا جی نہ لگے اگرچہ بظاہر اس میں کیسا ہی عیش و آرام ہو کیونکہ جی لگنے کی جگہ گھر ہے اور وہ (دنیا) گھر نہیں ہے۔ (دنیا و آخرت ص ۱۸۳)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جامع ملفوظ

محدث جلیل حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی قدس سرہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ چار امور لازم ہیں:

﴿۱﴾ طریقۂ زندگی اور راہِ عمل جس پر وہ چلتا ہے اور اسے طے کرتا ہے۔ ﴿۲﴾ رزق جسے وہ کھاتا ہے ﴿۳﴾ موت جو ہر صورت میں آکر رہتی ہے ﴿۴﴾ اسبابِ موت جو آدمی کے قاتل ہوتے ہیں یعنی اس کی موت کا سبب بنتے ہیں۔ آدمی اگر اپنے رزق سے بھاگے تو رزق اس کے پیچھے پیچھے ہوتا ہے یہاں تک کہ رزق آدمی کو اسی طرح پالیتا ہے جس طرح موت بھاگنے والے آدمی کو پالیتی ہے۔ (یعنی جس طرح موت ہر صورت میں آتی ہے اسی طرح رزق بھی ہر صورت میں ملتا ہے) غور سے سنو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پاکیزہ و حلال طریقے سے رزق حاصل کرو۔

(اخرجہ البیھقی فی شعب الایمان)

حضرات کرام! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جامع قول آپ نے سُن لیا۔ اس میں قناعت کی ترغیب اور موت کی ترہیب (ڈرانے) کا نہایت مؤثر بیان ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ موت بہر صورت آکر رہتی ہے لہٰذا طولِ امل (لمبی امیدوں) سے اجتناب (پرہیز) کرنا چاہئے۔

عبث طولِ امل یہ ہے چناں ہوگا، چنیں ہوگا
نہیں ہے دور وہ ساعت کہ تو زیرِ زمیں ہوگا

اسی مضمون کے بارے میں مزید دو مفید، حکیمانہ، رقت انگیز اور رلانے والے اشعار سُن لیں۔

گلوں کی فرقت کے داغ اب تک ہرے ہیں سینے میں اے گلستان
چمن میں، میں خاک اڑا چکا ہوں تو بھول کس دل سے اب سکوں گا
خوشی تو ایسی کوئی نہ دیکھی کہ اس کی مستی زیادہ رہتی
مگر غم ایسا ہوا مجھے اب کہ حشر تک ہوش میں رہوں گا

افسوس صد افسوس۔۔۔۔ موت کے حملے آئے دن ہم سنتے اور دیکھتے ہیں مگر ہم عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اکثر مسلمان غفلت میں مبتلا ہیں۔ مال و دولت کو انہوں نے مقصودِ اصلی بنا لیا ہے۔ ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔

خزاں پھرتی ہے آنکھوں میں چمن کا کیا مزہ آئے
فنا جب ہے نگاہوں میں، تو لطفِ رنگ و بُو کیسا
مئے گُل رنگ سے جس مسلمِ ناداں کو رغبت ہے
خدا جانے رگوں میں اُس کی بہتا ہے لہو کیسا
گھٹا کر دین کو، عزت تیری بڑھ سکتی ہے کیونکر
طریقِ کفر میں اے دوست حفظِ آبرو کیسا

(ماخوذ از گلستان قناعت)

فکر آخرت بیدار کریں

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تم اپنے گھروں کو بھول چکے ہو جو گھر تمہارے آگے ہیں اور تم اپنی زندگی کو بھول چکے ہو جو زندگی تمہارے مرنے کے بعد ہے۔ (فیبان و فیس ۱/۳۲۸)

یعنی اصلی گھر اور زندگی آخرت کو نہ بھولیں۔

سود خوری اور سودی کاروبار کا عبرت ناک انجام

از ادارہ

قسط نمبر: ۴

پہلا واقعہ: عبداللہ بن مدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے بچپن کا زمانہ تھا اور میں اپنے والد رحمہ اللہ کی قبر پر قرآن خوانی کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا، ایک دن فجر کے بعد اندھیرے ہی میں قبرستان پہنچ گیا، جہاں تک مجھے یاد آتا ہے کہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا اور وہ شب شبِ قدر تھی۔ میں اپنے والد مرحوم کی قبر کے قریب بیٹھ کر قرآن کی تلاوت میں مشغول ہو گیا، وہاں اس وقت میرے علاوہ اور کوئی دوسرا شخص نہ تھا۔ میں نے اچانک سُنا کہ کوئی نہایت دلدوز اور ہیبت ناک آواز میں کراہ رہا ہے، یہ آواز جس نے مجھے گھبرا دیا تھا میرے قریب ہی ایک پختہ اور سفید قبر سے آرہی تھی، میں نے قرآن خوانی بند کردی اور اس آواز کی طرف کان لگا دیئے، میں نے محسوس کیا کہ یہ آواز اسی قبر میں ہونے والے عذاب کی ہے اور مردہ اس وقت عذاب میں مبتلا ہے اور وہی اس دردناک انداز سے آہ وزاری کررہا ہے۔ یہ آواز ایسی ہی تھی کہ جس سے آدمی کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور انسان گھبرا جائے۔ تھوڑی دیر تک میں آواز کو سنتا رہا لیکن جب پو پھوٹنے لگی تو اس آواز کا آنا بند ہو گیا۔ اس کے بعد ایک شخص ادھر سے گزرا تو میں نے پوچھا کہ یہ قبر کس کی ہے؟ اس نے بتلایا کہ فلاں کی، میں بھی اس کو جانتا تھا اور بچپن میں دیکھا بھی تھا۔ اس کے اکثر اوقات مسجد میں گزرتے، تمام نمازیں اپنے وقت پر ادا کرتا اور وہ انتہائی خاموش اور سنجیدہ انسان تھا چونکہ میں اس کی نیکیوں اور خوبیوں سے واقف تھا اس لئے یہ صورت حال میرے اوپر بہت شاق گزری میں نے واپس آکر اس کے دوستوں اور واقف کاروں سے اس کے احوال دریافت کیئے تو لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص سودی کاروبار کیا کرتا تھا۔

(موت کے عبرت انگیز واقعات ص ۱۹)

دوسرا واقعہ: محمد بن رزین حرانی کا بیان ہے کہ میں عصر کے بعد گھر سے اپنے باغ کی طرف گیا اور غروب آفتاب سے تھوڑا پہلے وہاں سے لوٹا۔ جب قبرستان کے قریب پہنچا تو ایک قبر میں سے آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیے۔ میں وہاں سے واپس آیا اور صبح سویرے تفتیش کرنے لگا کہ وہ قبر کس کی ہے آخر معلوم ہوا کہ وہ ایک سود خور تھا جو حال ہی میں مرا تھا۔ (کتاب الروح لابن القیم)

تیسرا واقعہ: مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مولوی قمر الدین مرحوم وزیر آبادی نے ۱۹۱۰ء میں مجھ سے بیان کیا کہ میں نے صبح کی نماز پڑھ کر وزیر آباد سے سوہدرہ جانے کا قصد کیا۔ راستے میں قبرستان پڑتا تھا۔ میں نے دور سے دیکھا کہ ایک قبر سے آگ کا شعلہ اٹھ رہا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ قبرستان میں یہ آگ کیسی ہے؟ میں جوں جوں اس کے قریب ہوتا گیا شعلہ پست ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ جب قبر سے تھوڑے فاصلہ پر پہنچا تو شعلہ بالکل موقوف ہو گیا۔ میں آگ کا راز معلوم کرنے کے لئے قبر پر پہنچا تو اسے تنور کی طرح سخت گرم پایا۔ قبر بالکل نئی تھی۔ میں نے سوہدرہ سے واپس آکر دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ فلاں بیاجیئے کی قبر ہے جو کل مرا تھا۔ ''بیاجیا'' پنجابی زبان میں سود خور کو کہتے ہیں۔ (سیرۃ ذوالنورین صفحہ ۳۵۷)

حج کے سفر پر روانہ ہوتے وقت

﴿۱﴾ اپنی نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اور آخرت کے ثواب اور حکم کی تعمیل کرنے کی کریں۔

﴿۲﴾ سب گناہوں سے توبہ کریں۔ بہتر یہ ہے کہ ۲ رکعت نفل پڑھ کر توبہ کریں۔

﴿۳﴾ اہل و عیال کیلئے واپس آنے تک کیلئے خراجات کا انتظام اور تسلی بخش رہائش کا انتظام کریں۔

﴿۴﴾ بندوں کے حقوق ادا کریں اگر کوئی حق والا فوت ہو گیا تو وارثوں کو ادا کریں، اگر وارث بھی نہ ہوں تو مرحوم کی طرف سے خیرات کر دیں۔ اگر بدنی حقوق ہوں تو معاف کروالیں، اگر ایسا صاحب حق فوت ہو گیا ہو تو اس کیلئے استغفار کریں۔ والدین کو خاص طور پر راضی کریں

﴿۵﴾ حقوق اللہ واجبہ جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، عشر، سجدہ تلاوت، قربانی، صدقہ فطر بالغ ہونے کے بعد اپنے ذمہ باقی ہو تو ادا کریں یا پورا ادا کرنے کا پختہ ارادہ کریں

﴿۶﴾ وصیت پوری تفصیل کے ساتھ لکھ کر جائیں اور جو لینا دینا ہو کسی معتبر آدمی کو سمجھا کر جائیں۔ وصیت بھی کسی معتبر آدمی کے سپرد کر کے جائیں۔ بہتر اپنے گھرانے کے افراد ہی ہیں۔

﴿۷﴾ سفر کرتے وقت اپنے احباب اور اقربا سے رخصت ہوتے وقت اپنا قصور معاف کرا لیں اور دعائے خیر کی درخواست کریں۔

﴿۸﴾ گھر سے نکلنے کا ارادہ اس سفر کیلئے ہو تو گھر میں ۲ نفل ادا کریں پھر ایک مرتبہ آیۃ الکرسی، ایک مرتبہ سورۃ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے سفر کی آسانی اور قبولیت حج کی دعا کریں اور گھر بار، اہل و عیال اور سب کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں۔

﴿۹﴾ دروازے کے قریب آئیں تو سورۃ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ پڑھیں۔

﴿۱۰﴾ لوگوں کو رخصت کرتے وقت کہیں
اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا یَضِیْعُ وَدَآئِعُهٗ ۝
ترجمہ: تم کو اس اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ جس کے سپرد کیا ہوا ضائع نہیں ہوتا۔

﴿۱۱﴾ گھر سے باہر نکلیں تو کچھ صدقہ و خیرات کر دیں اور یہ پڑھ لیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۝ اور یوں کہیں کہ یا اللہ! جو جو دعائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت مانگی ہیں، وہ میرے حق میں بھی قبول فرمائیے۔

﴿۱۲﴾ سواری پر سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۳ بار) اَللّٰهُ اَكْبَرُ (۳ بار) پھر اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ پڑھیں۔

احرام کا طریقہ

اگر بدن کی صفائی کی ہوئی ہے تو کافی ہے ورنہ حجامت کرالیں، خط بنوالیں، زیر ناف بال صاف کرلیں، ناخن کترلیں، غسل کرلیں۔ اگر غسل کا موقع نہ ملے تو وضو بھی کافی ہے۔ پھر ایک چادر تہبند کی جگہ باندھ لیں اور ایک چادر اوڑھ لیں۔ اگر مکروہ وقت نہ ہو تو ۲ نفل سر ڈھانک کر پڑھیں۔ پہلی رکعت میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سورتیں پڑھیں۔ نفل کا سلام پھیرنے کے

بعد قبلہ رو بیٹھے ہوئے سر کھول لیں (یعنی نہ ڈھانپیں) اور عمرہ کی نیت کر لیں (یا اللہ! میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور قبول فرما لیجئے) پھر ۳ دفعہ لبیک پڑھیں آواز کے ساتھ

لَبَّیْکَ ○ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ○ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ○ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ ○ لَا شَرِیْکَ لَکَ ○

پھر آہستہ آواز سے درود شریف پڑھ کر دعا کر لیں بس عمرہ کا احرام بندھ گیا۔

ممنوعات احرام

احرام کی حالت میں مندرجہ ذیل باتیں منع ہیں:

﴿۱﴾ سر اور چہرہ پر کسی وقت (سوتے ہوئے یا جاگتے ہوئے) کپڑا نہ لگے۔

﴿۲﴾ جوتا یا چپل ایسی ہو کہ پیر کی پشت والی ابھری ہوئی ہڈی نہ چھپنے پائے۔

﴿۳﴾ بال نہ کاٹیں، ناخن نہ کاٹیں، خوشبو نہ لگائیں

﴿۴﴾ فحش حرکات اور کلام ۔ فسق (حکم عدولی) اور جدال سے بچیں یعنی لڑائی جھگڑا نہ کریں۔

﴿۵﴾ سلے ہوئے کپڑے نہ پہنیں۔

﴿۶﴾ شکار نہ کریں، نہ کسی کی مدد کریں (شکار کرنے میں)

﴿۷﴾ خوشبودار چیزوں کو استعمال نہ کریں۔

﴿۸﴾ عورت کو شہوت کی نیت سے نہ چھوئیں۔

جنایاتِ احرام کی جزاء

﴿۱﴾ بال ایک چوتھائی سر سے کم کاٹے تو صدقہ دیں۔ چوتھائی سر کے برابر زیادہ کاٹے تو دم دیں۔

﴿۲﴾ ایک گھنٹہ سے کم غلطی کی یعنی سلے ہوئے کپڑے پہنے تو ایک مٹھی گندم یا اس کی قیمت صدقہ کریں۔ ایک گھنٹہ سے زائد اور ایک دن یا رات سے کم مدت گزرنے پر پونے دو کلو گندم یا قیمت صدقہ کریں۔

﴿۳﴾ ایک دن یا رات کی مدت گزرنے پر دم دیں یعنی بکرا حدود حرم میں ذبح کر کے کہیں بھی صدقہ کر دیں۔ صدقہ کا گوشت خود استعمال نہ کریں۔

نوٹ: جنایات کے دیگر مسائل کے لئے علمائے کرام سے رجوع کرتے رہیں۔

حج کے دنوں کے کچھ اوراد

۸ ذی الحج کو احرام باندھ کر منیٰ جانے کا حکم ہے۔ حج چونکہ خصوصی رحمتوں کی بارش کا ذریعہ ہے، لہذا حق تعالیٰ کا جہاں حکم ہوگا وہاں ہی وہ ملیں گے۔ ۸ تاریخ کو منیٰ میں ملتے ہیں لہذا منیٰ ہی میں ان کو راضی اور خوش کرنے کی (اعمال صالحہ سے) کوشش کی جائے۔ لوگ منیٰ کو یہ سمجھتے ہیں کہ گھومنے، بات چیت کرنے کے رات دن ہیں حالانکہ حج شروع ہو گیا ہے اور ان دنوں کی حق تعالیٰ قسم کھا رہے ہیں۔ وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ○ منیٰ میں چار دن مخصوص ہیں اور یہ مخصوص ذکر اللہ کے دن ہیں۔ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ ○ حق تعالیٰ تو قرآن مجید میں ذکر کا ارشاد فرما رہے ہیں۔ اس واسطے ان دنوں میں تلاوت، نوافل، تسبیحات کا اہتمام رکھنا چاہئے۔ ہو سکے تو صلوٰۃ التسبیح بھی روزانہ پڑھ لیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حج کے ایام میں یہ اوراد احادیث سے منتخب کئے ہیں۔ کوئی وقت مقرر کر کے کم از کم ۳ دفعہ ورنہ ایک دفعہ ان کلمات کو پڑھ لیں۔ اچھا اور بہتر وقت صبح کا ہے۔

﴿۱﴾ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

﴿۲﴾ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.

﴿۳﴾ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ.

﴿۴﴾ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ ○

﴿۵﴾ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَسْئَلُهُ التَّوْبَةَ وَالْمَغْفِرَةَ وَاَسْئَلُهُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ

﴿۶﴾ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَآدَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ○

﴿۷﴾ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ○

﴿۸﴾ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

﴿۹﴾ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ اَفْضَلَ صَلَاتِكَ وَسَلَامِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْمُقَرَّبِيْنَ وَسَآئِرِ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ ○

﴿۱۰﴾ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ○

معنی سمجھ کر تدبر (توجہ) اور تلذذ (شوق و ذوق) کے ساتھ پڑھیں ان میں سے ہر ایک کلمہ کی بڑی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

(ارشاد السالکین، ادعیۃ الحج ص ۷)

روضۂ اقدس پر حاضری

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی اور وہ شخص جو صرف میری زیارت کے لئے حاضر ہوا اور کوئی مقصد نہ ہو اس کا یہ حق ہوگیا کہ میں قیامت میں اس کا شفیع بنوں۔

مدینہ منورہ روانگی کے آداب

﴿ روضۂ مبارک کی زیارت کی نیت کرنا۔

﴿ راستہ میں کثرت سے درود شریف پڑھنا۔

﴿ جب مدینہ منورہ کے درخت نظر آنے لگیں تو اور کثرت سے درود شریف پڑھیں۔

﴿ جب عمارت نظر آنے لگے تو درود پڑھ کر کہیں

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ فَاجْعَلْهُ وِقَايَةً لِّيْ مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْٓءِ الْحِسَابِ

ترجمہ: اے اللہ! یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے لہذا تو اس کو میرے لئے جہنم سے پناہ بنا دے۔ اور عذاب اور برے حساب سے امن و امان دے۔

مدینہ منورہ میں داخلے کے آداب

غسل مستحب ہے۔ ورنہ وضو کرے۔ پاک صاف عمدہ کپڑے پہنے۔ خشوع خضوع، تواضع کے ساتھ، عظمت کا دھیان رکھتے ہوئے درود شریف پڑھتے ہوئے داخل ہوں اور یہ دعا پڑھیں

رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَآءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ

ترجمہ: اے اللہ! مجھے خوبی کے ساتھ داخل فرما اور خوبی کے ساتھ نکالنا اور تو میرے لئے اپنے پاس سے غلبہ دے جس کے ساتھ مدد ہو، اے اللہ میرے لئے

اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب فرما، ایسی زیارت جو تو نے اپنے دوستوں اور فرمانبرداروں کو عطا کی، اور میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھ پر رحم و کرم فرما۔ اے بہترین درخواست سننے والے۔

❁ مدینہ منورہ جاتے ہوئے درود شریف اور شوقیہ اشعار پڑھتے جایئے۔

دکھا دے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
کہ جس میں رات دن مولا تیری رحمت برستی ہے
ان کے در پہ نعت خواں با چشم تر جاؤں گا میں
یعنی برساتا ہوا لعل و گہر جاؤں گا میں
فکر طیبہ میں ہوا کے دوش پر جاؤں گا میں
بحر و دریا کوہ و صحرا سے گزر جاؤں گا میں
اشکہائے غم سے جب ڈھل کر نکھر جاؤں گا میں
مسجد محبوب میں سر رکھ کے مر جاؤں گا میں

❁ جب مدینہ منورہ کے مکانات نظر آئیں تو شوق کو خوب بڑھایئے کہ در حبیب آ گیا ہے۔

در نبی پر پڑا رہوں گا کبھی تو میرا سلام ہو گا
کبھی تو قسمت کھلے گی میری کبھی تو میرا سلام ہو گا

روضۂ اطہر پر حاضری

سلام عرض کرنے سے پہلے احترام اور ادب سے روضۂ اطہر کی طرف چلیں۔

یہ راہِ حق ہے سنبھل کے چلنا یہاں ہے منزل قدم قدم پر
پہنچو جو در پہ تو کہنا آقا سلام لیجیے غلام آیا
زہے مقدر حضور حق سے سلام آیا پیام آیا
جھکاؤ نظریں بچھاؤ پلکیں ادب کا اعلیٰ مقام آیا
در شہ پہ یہ خوش نصیب آ گیا ہے
مقدر سے موقعہ عجیب آ گیا ہے
عجیب ماجرا ہے کہ شر الانام
بدرگاہ خیر الانام آ گیا ہے

پورے ادب کے ساتھ کھڑے ہوں زیادہ قریب نہ ہوں نہ دیوار کو ہاتھ لگائیں۔ یہ ادب اور ہیبت کی جگہ ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی لحد مبارک میں قبلہ رخ لیٹا ہوا تصور کریں اور یہ سلام پڑھیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خِیَرَۃَ اللّٰہِ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَشْھَدُ اَنَّکَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا، جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازٰی نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ، اَللّٰھُمَّ اَعْطِ لِسَیِّدِنَا عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ مُحَمَّدِنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَاَنْزِلْہُ الْمَنْزَلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ اِنَّکَ سُبْحَانَکَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○

ترجمہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر سلامتی ہو، اے اللہ کی مخلوق کے بہترین! تم پر سلامتی ہو،

اے مخلوق خدا میں سب سے برگزیدہ! تم پر سلامتی ہو، اے اللہ کے دوست! تم پر سلامتی ہو، اے اولادِ آدم کے سردار! تم پر سلامتی ہو، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں، اے اللہ کے رسول! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ اس کا کوئی شریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام الٰہی پہنچا دیا اور امانت ادا کر دی اور امت کی خیر خواہی فرمائی اور مصائب دور فرمائے، پس اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین بدلہ دے جو اس بدلہ سے افضل ہو جو بدلہ کسی نبی کو اس کی امت کی عطا ہو، اے اللہ! اپنے بندے اور اپنے رسول اور ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور مقام محمود میں انہیں اٹھا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا، اور ان کو مقرب منزل میں اپنے پاس، بیشک تو پاک ہے بڑا فضل اور عظمت والا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرے اور اپنی شفاعت چاہے اور کہے

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ.

ترجمہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیک وسلم میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سفارش کی درخواست کرتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف وسیلہ بناتا ہوں اس بات میں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت اور آپ کی سنت پر مسلمان کی حیثیت سے جان دوں۔

ان الفاظ میں اور جتنا چاہے زیادہ کر سکتا ہے۔ مگر وہ سب کلمات ادب اور عاجزی کے ہوں۔ لیکن سلف رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر الفاظ جتنے کم ہوں مستحسن ہیں۔ اور بہت تیز آواز سے نہ بولے آہستہ خضوع و ادب کے ساتھ عرض کرے۔

جب مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا ہو تو یہ تصور کرے کہ آپ میرا سلام سن رہے ہیں اور جواب دیں گے۔ اس کے بعد سلام عرض کرے۔ اگر دل چاہے کسی دن یوں بھی عرض کرے "یا رسول اللہ یہ آپ کا ادنیٰ غلام روسیاہ، اپنے معاصی (گناہوں) پر شرمسار آپ کی شفاعت کا امیدوار آپ کے در پر سلام کے لئے حاضر ہوا ہے اس کا سلام قبول فرمالیجئے۔"

دوسروں کی طرف سے سلام

اور جس کی طرف سے سلام کہنا ہو اس طرح عرض کرے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ

ترجمہ: فلاں بن فلاں کی طرف سے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلامتی ہو اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے آپ کے رب کی طرف سفارش چاہتا ہے۔

نوٹ: فلاں بن فلاں کی جگہ جس آدمی کی طرف سے سلام عرض کرنا مقصود ہو اس کا نام لے۔ اگر بہت سے لوگوں نے سلام عرض کرنے کے لئے کہا ہو اور سب کا انفرادی طور سے نام لینا کسی وجہ سے ممکن نہ ہو یا نام یاد نہ ہوں تو اس طرح سے سلام عرض کرے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَنْ
اَوْصَانِيْ بِالسَّلَامِ عَلَيْكَ . كُلُّهُمْ يَسْتَشْفِعُوْنَ
بِكَ اِلٰى رَبِّكَ

حسب موقع یہ بھی عرض کرسکتا ہے۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس جس نے دعا کے لئے کہا ہے ان کے لئے دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دیں ان کو صحیح اسلامی زندگی نصیب فرما دیں ۔ان کو دوزخ سے بچالیں اور جنت نصیب فرما دیں اور ان کے تمام جائز مقاصد پورے فرما دیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام

پھر ایک ہاتھ دائیں طرف ہٹ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یوں سلام کہیئے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهٗ فِي
الْغَارِ، وَرَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ، اَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ
اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا

ترجمہ: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ اور غار حرا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے والے اور سفروں میں اس کے رفیق اور بھیدوں پر اس کے امین ، ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ)! آپ پر سلامتی ہو ، اور اللہ آپ کو امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر سلام

پھر ایک ہاتھ اور دائیں طرف کو ہٹیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یوں کہیئے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ
الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرْضِيًّا
حَيًّا وَّمَيِّتًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا

ترجمہ: اے مسلمانوں کے امیر عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) آپ پر سلامتی ہو، اللہ نے آپ سے اسلام کو عزت دی۔ اے مسلمانوں کے امام! زندگی اور موت کے بعد آپ سے لوگ راضی رہے۔امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو اللہ بدلہ عطا فرمائے۔

پھر ذرا بائیں طرف ہو کر دونوں پر سلام کہیئے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ جَزَاكُمَا اللّٰهُ
اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنٰكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَ يَدْعُوْلَنَا
رَبَّنَا اَنْ يُّحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ
زُمْرَتِهٖ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ

ترجمہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں رفیق اور وزیر اور شب و روز ساتھ دینے والو! تم پر سلامتی ہو اور اللہ تم دونوں کو بہترین بدلہ عطا فرمائے ہم حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کے ذریعہ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ اختیار کریں تا کہ آپ ہماری شفاعت فرمائیں اور آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعاء فرمائیں کہ وہ ہمیں آپ کی ملت اور آپ کی سنت پر زندہ رکھے اور آپ کے زمرہ میں ہمارا اور تمام مسلمانوں کا حشر فرمائے ، پھر اور بائیں طرف بڑھ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے مقابل کھڑا ہو اور جو چاہے دعا کرے۔اپنے لئے بھی اپنے والدین کے لئے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی۔

حج و عمرہ میں عورتوں کے مخصوص مسائل

مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب

مسئلہ ۱: احرام کا غسل جس طرح پاک اور طاہرہ عورت کے لئے مستحب ہے اسی طرح حائضہ کے لئے بھی مستحب ہے، البتہ حائضہ کے لئے احرام کے دو نفل پڑھنا، مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲: اگر حائضہ یہ سمجھ کر میقات سے بغیر احرام گزر جائے کہ حیض کی حالت میں احرام جائز اور درست نہیں، یا اس جہالت کے بغیر قصداً یا سہواً گزر جائے تو اس کی کل تین صورتیں ہیں ہر ایک صورت اور اس کا حکم ذیل میں مذکور ہے

﴿۱﴾ میقات سے گزر گئی لیکن ابھی تک حج و عمرہ میں سے کسی کا احرام نہیں باندھا۔

حکم: اس صورت میں یہ چار امور واجب ہیں (۱) میقات سے بغیر احرام گزرنے کے گناہ سے توبہ کرے (۲) واپس میقات پر جا کر حج یا عمرہ کا احرام باندھے (۳) اگر میقات پر واپس نہ گئی تو ایک بکرے یا اونٹ، گائے کے ساتویں حصہ کا دم دے (۴) واپس میقات پر نہ جانے کے گناہ سے توبہ کرے۔

﴿۲﴾ میقات سے گزر کر حج یا عمرہ کا احرام باندھا، لیکن ابھی تک طواف عمرہ یا قدوم یا وقوف عرفہ میں سے کوئی عمل شروع نہیں کیا۔

حکم: اس صورت میں بھی نمبر ایک کی طرح چاروں امور واجب ہیں، البتہ یہاں میقات پر جانے کے بعد ازسرنو حج یا عمرہ کا احرام نہ باندھے گی پہلے سے حج یا عمرہ کا جو احرام باندھ چکی ہے وہی کافی ہے البتہ اسی احرام کا تلبیہ میقات پر آ کر پڑھے۔

﴿۳﴾ میقات سے گزر کر احرام باندھا اور طواف یا وقوف عرفہ کا عمل بھی شروع کر دیا۔

حکم: اس صورت میں یہ تین امور واجب ہیں (۱) میقات سے بغیر احرام گزرنے کے گناہ سے توبہ کرے۔ (۲) ایک بکرے کا دم دے (۳) واپس میقات پر جا کر اسی احرام کا تلبیہ پڑھے۔ البتہ اس صورت میں واپس جانے سے دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳: عمرہ کے احرام کے بعد طواف سے پہلے حیض شروع ہوا، اس بناء پر وہ مدینہ منورہ چلی گئی تو اس پر اسی احرام کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ آنا واجب اور ضروری ہے دوسرا احرام باندھنا جائز نہیں اگر اس نے میقات سے دوسرا احرام باندھ کر ناجائز امر کا ارتکاب کیا تو اس پر درج ذیل چار امور واجب ہوں گے۔

(۱) اس ناجائز امر اور گناہ سے توبہ کرنا (۲) فی الحال ایک عمرہ کو ادا کرنا اور دوسرے کو چھوڑنا (۳) حلال ہونے کے بعد چھوڑے ہوئے عمرے کی قضاء کرنا (۴) دو بکروں کا دم دینا۔

مسئلہ ۴: اگر عمرہ کے طواف سے فارغ ہوتے ہی حیض شروع ہو جائے تو حیض ہی کی صورت میں سعی کر سکتی ہے کیونکہ طہارت کے ساتھ سعی کرنا صرف مستحب ہے واجب نہیں لیکن اگر کسی نے جہالت کی وجہ سے یہ سمجھا کہ حیض کی حالت میں سعی جائز نہیں اس لئے وہ جدہ یا مدینہ منورہ چلی گئی اور حیض ختم ہونے کے بعد واپس ہوئی تو اس پر واجب ہے کہ اسی پہلے عمرہ کے احرام کے ساتھ واپس ہو جائے، اگر اس نے جہالت سے دوسرا احرام باندھا تو پھر اس کے ذمہ چار امور واجب ہو جائیں گے۔

(۱) احرام پر احرام کی جنایت اور گناہ سے توبہ کرے۔

(۲) اس دوسرے احرام اور عمرہ کو چھوڑ دے اور پہلے عمرہ کی

سعی کر کے حلال ہو جائے۔(۳) حلال ہونے کے بعد اس چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضاء کرے۔(۴) دو بکروں کا دم دے (احرام پر احرام اور رفض (ترک) عمرہ کی وجہ سے)

مسئلہ۵: اگر پاکستان یا مدینہ منورہ یا کسی اور علاقے کے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا مکہ مکرمہ آئی اور خلاف توقع طواف عمرہ سے پہلے حیض شروع ہوا تو اس پر واجب ہے کہ حیض کے ختم ہونے کا انتظار کرے، جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کر کے عمرہ کا طواف اور سعی کر کے حلال ہو جائے۔ لیکن اگر کسی عورت نے جہالت سے یہ سمجھا کہ حیض سے عمرہ کا احرام فاسد ہو گیا اس وجہ سے اس نے حیض ختم ہونے کے بعد مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں جا کر عمرہ کا دوسرا احرام باندھا تو اس پر بھی مسئلہ نمبر۴ کی طرح چار امور واجب ہوں گے یعنی توبہ، پہلے عمرہ کی سعی، عمرہ کی قضا اور دو بکروں کا دم۔

مسئلہ٦: عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچ گئی لیکن حیض کی وجہ سے عرفہ کے دن تک عمرہ کے طواف کا موقع نہ ملا تو اس پر چار امور واجب ہیں۔

(۱) فی الفور عمرہ کا احرام ختم کرے، جس کے رفض اور ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ممنوعات احرام میں سے کسی ایک ممنوع کو رفض اور ختم احرام کی نیت سے کرے، مثلاً عمرہ کے احرام کو ختم کرنے کی نیت سے سر میں تیل لگا کر کنگھی کرے۔

(۲) حج کا احرام باندھ کر اس کے افعال میں لگ جائے۔

(۳) اداء حج کے بعد چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضاء کرے۔

(۴) ایک بکرے کا دم دے (بوجہ رفض (ترک) احرام عمرہ)

عورتوں کا احرام

چند باتیں عورتوں کے احرام سے متعلق بطور یادداشت

(۱) عام گھریلو لباس نیا یا دھلا ہوا سوٹ پہنیں۔

(۲) آج کل سفید رنگ کا لباس مخصوص کر لیا گیا ہے وہ ضروری نہیں بلکہ وہ بالکل نہ پہننا چاہیے۔

(۳) چہرہ پر کپڑا نہ لگنے دیں بال اچھی طرح چھپالیں

(۴) سر پر کیپ وغیرہ پہن کر اس کے آگے کپڑا ایسے طریقے سے ضرور لگا لیں کہ چہرہ دوسروں کو نظر نہ آئے اور منہ پر بھی نہ لگے۔

(۵) اسکارف پہن کر اس پر مسح جائز نہیں۔

(٦) عورت کو احساس ہو گیا کہ حیض آنے والا ہے اور اتنا وقت گزر گیا جس میں پورا طواف یا کم از کم چار چکر پورے کر سکتی ہے لیکن اس نے نہیں کیے۔ حیض شروع ہو گیا تو اس پر دم واجب ہے یہ دم پاک ہو کر دوبارہ طواف کرنے سے ساقط نہ ہوگا۔

(۷) ننگے منہ اعمال حج کیلئے بھاگی پھرنا دوسروں کو بد نگاہی کے موقع فراہم کرنے کا گناہ ہے کم از کم حج میں تو پردہ کا اہتمام کر لیں۔ اور پھر مسجد حرام میں بے پردگی بہت بڑا گناہ بن سکتی ہے۔ جیسا کہ ایک لڑکی طواف کر رہی تھی اور لڑکا بھی۔ دونوں کی نظریں پڑتی رہیں حتیٰ کہ دونوں نے پیار میں ایک دوسرے کو کہنی ماری چھیڑا تو ان کو عبرتناک سزا ہوئی کہ دونوں کے بازو جڑ گئے باہر گئے ایک بزرگ ملے ان کو بتایا انہوں نے کہا کہ فوراً جاؤ جا کر رو کر معافی مانگو چنانچہ انہوں نے معافی مانگی پھر چھوٹ گئے۔

مردوں اور عورتوں کے حج میں فرق

از مدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

عورتوں کا حج مردوں سے مختلف ہے

صرف ان کاموں میں

(۱) عورت بغیر محرم کے سفر (۷۷ کلومیٹر یا اس سے زائد) نہیں کر سکتی۔ (۲) عورتیں سلے ہوئے کپڑے ہی پہنے گیں مردوں کی طرح دو چادریں نہیں اوڑھ سکتیں (۳) عورت تلبیہ (لبیک اللھم لبیک ..) ہر جگہ آہستہ پڑھے گی حتی کہ احرام کے بعد پہلا فرض تلبیہ بھی آہستہ پڑھے گی (۴) عورتیں دوران طواف نہ اضطباع (دایاں کندھا ننگا کرنا) کرے گی اور نہ ہی رمل (دوران طواف اکڑ کر چلنا) کرے گی۔ (۵) دوران سعی دو سبز ستونوں جہاں مرد دوڑتے ہیں وہاں عورتیں آہستہ چلیں گی (۶) حج میں قربانی کے بعد اور عمرہ میں سعی کے بعد مردوں کے لئے بال منڈوانا، یا کٹوانا واجب ہے لیکن عورت کے لئے بال منڈوانا حرام ہے ہاں چوتھائی سر کے بال انگلی کے پورے کے برابر واجب ہے۔ (۷) طواف زیارت کا وقت ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق سے ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے اس کے بعد طواف زیارت کرنے والے پر دم واجب ہوتا ہے البتہ عورت اگر ان دنوں میں ناپاک ہو تو پاک ہونے پر ان تاریخوں کے بعد بھی طواف زیارت کرنے پر دم وغیرہ کوئی چیز واجب نہیں (۸) اگر عورت حیض یا نفاس سے ۱۲ ذی الحجہ کی شام کو ایسے وقت پاک ہوئی کہ غسل کر کے مسجد حرام میں پہنچ کر پورا طواف زیارت یا کم از کم اس کے چار چکر پورے کر سکتی ہے تو اس پر ضروری ہے کہ ایسا کر لے ورنہ دم واجب ہوگا (۹) طواف صدر یا طواف وداع پر آفاقی (حدود میقات سے باہر رہنے والے شخص) پر واجب ہے البتہ عورت کو چاہئے کہ مسجد حرام کے کسی دروازے پر کھڑی ہو کر دعا کر لے اور چلی جاوے (۱۰) مسجد نبوی کے اندر جانے سے عذر، ہو تو باہر کسی بھی دروازے پر کھڑی ہو کر صلوٰۃ والسلام عرض کر سکتی ہے۔ (غنیۃ ص ۹۳ تا ۹۵، البحر الرائق جلد ۲ ص ۳۲۸، بدائع الصنائع جلد ۲ ص ۱۱۳، حج وعمرہ کے جدید مسائل اور ان کا حل ص ۱۰۰)

تنبیہ ۱: خواتین بغیر شرعی مجبوری کے رمی کرنے کیلئے کسی دوسرے کو نہیں بھیج سکتیں جبکہ آجکل دستور ہے کہ عورت کو کمزور کا لقب دے کر اس کی جگہ کوئی دوسرا جمرات کی رمی کر کے آتا ہے یہ درست نہیں۔

تنبیہ ۲: حج میں عورتیں سر پر رومال باندھتی ہیں یہ نری رسم ہے حسب عادت اپنا پردہ پورا ہونا چاہئے صرف حج کی نیت کے بعد چہرہ کو کپڑا نہ لگے جس کی صورت یہ ہے کہ کیپ وغیرہ پہن کر اوپر کپڑا اوڑھیں تاکہ چہرہ بھی ننگا رہے اور پردہ بھی ہو جائے۔

زیب و زینت کی نمائش کا انجام

از اہلیہ مدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو عورت اس لئے بنتی اور سنورتی ہے کہ اس کو غیر محرم مرد دیکھ کر خوش ہوں چاہے اس کا کزن ہو چاہے اس کا پڑوسی ہو چاہے کوئی اجنبی ہو۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے جو عورت اس لئے بنتی سنورتی ہے کہ اس کے اوپر کوئی غیر محرم اس کی طرف محبت کی نظر ڈالے اللہ رب العزت اس بننے اور سنورنے کی وجہ سے فیصلہ کر لیتے ہیں میں قیامت کے دن اس عورت کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھوں گا اس لئے کہ یہ چاہتی ہیں کہ غیر مرد دیکھیں گے، ایسی عورت کو میں نہیں دیکھوں گا۔ اب سوچئے کہ کتنا بڑا نقصان ہے کہ جوان لڑکیاں اپنے آپ کو بنا سنوار کے جاتی ہیں کہ غیر مرد دیکھیں گے گویا یہ اللہ کی محبت بھری نظروں سے محروم ہو جائیں گی۔ اسلئے جو پردے کا اہتمام کرتی ہیں حجاب پہنتی ہیں یہ نیک بچیاں ہیں یہ اچھی بچیاں ہیں خوش نصیب ہیں یہ اپنے آپ کو غیر محرم سے بچاتی ہیں اس کے بدلے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو محبت کی نظر سے دیکھیں گے۔ دنیا کے مردوں کی بُری نگاہیں آپ اپنے جسم پر ڈلوانا چاہتی ہیں یا اللہ رب العزت کی پاک نظریں ڈلوانا چاہتی ہیں دنیا کی یہ لذتیں تھوڑے وقت کی ہیں ہمیشہ ہمیشہ کی لذتیں آخرت کی ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنے دیدار سے محروم نہ فرمائے اور اپنی محبت کی نظروں سے ہمیں محروم نہ فرماتے تو وہ کتنا بد نصیب انسان ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کر لیں کہ میں اس کی طرف محبت کی نظر سے نہیں دیکھوں گا۔ قرآن پاک میں فرمایا وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ اللہ تعالیٰ ان کی طرف محبت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ ہی محبت کی نظر سے نہیں دیکھیں تو سوچئے پھر انسان نے کیا کمایا اور کیا زندگی گزاری اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم دنیا میں پردے کا خیال رکھیں مرد عورتوں کی طرف بُری نگاہوں سے پرہیز کریں۔ عورتیں مردوں کی طرف نگاہوں سے پرہیز کریں۔ عورتیں بنیں سنوریں اپنے خاوندوں کے لئے جو شریعت نے اجازت دی ہے یا پھر اپنے دل میں یہ تمنا رکھیں کہ میں چاہتی ہوں قیامت کے دن میرا مالک مجھے محبت کی نظر سے دیکھ لے۔ اس لئے اگر پردہ دار بچیوں کو دوسری ان کی ہم عمر بے پردہ بچیاں مذاق کریں اور کہیں کہ تم تو پردے میں یوں نظر آتی ہو تم پردے میں یوں لگتی ہو ان کے ساتھ مذاق کریں یہ اپنے دل کو بتا دیں کہ یہ بھلا مذاق کرتی رہیں مگر میں چاہتی ہوں کہ میں غیر محرم سے اپنے آپ کو بچاؤں تا کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت محبت کی نظر سے مجھے دیکھیں یہی میری کامیابی ہو گی اور یہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ جس کے لئے میں نے اپنے آپ کو پردے میں رکھا۔ اور قیامت کے دن جس عورت پر اللہ تعالیٰ کی محبت کی نظر پڑ گئی وہ خوش نصیب عورت ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں ایسے بننے کی توفیق عطا فرما دیں اور قرآن مجید میں جس جنت کے تذکرے کیے ہیں اللہ تعالیٰ یہ اپنی پسندیدہ جگہ ہمیں عطا فرما دیں۔ (آمین)

بچوں اور بچیوں کا حج

از مدیر

لڑکا احرام کی چادریں پہننا چاہے تو اسے پہنا دیں۔ سردی لگے تو سویٹر وغیرہ بغیر کالر کے پہنا کر باقاعدہ ارکان کی ادائیگی کر سکے تو ساتھ کروالیں۔ اگر چھوٹا ہے ارکان کی ادائیگی نہ کر سکے تو مجبور نہ کرنا چاہئے لڑکا ۱۲ سال کی عمر سے ۱۵ سال تک کسی بھی وقت بالغ ہو سکتا ہے اور بچی ۹ سے ۱۵ سال تک کسی بھی وقت بالغ ہو سکتی ہے۔ بچی کی عمر انگریزی حساب سے ۱۴ سال سے ۷ ماہ اور ۴ دن ہو جائے (اور بلوغت کی نشانی ظاہر نہ بھی ہوئی ہو) تو عربی قمری حساب سے وہ ۱۵ سال کے ہی بنتے ہیں۔ اسلئے ان پر احکام فرض ہو جاتے ہیں۔ بچہ / بچی کے حج کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ متبرک مقامات پر بچوں کا شوق بڑھائیں۔ بچوں سے دعا کروائیں۔ فضول باتوں سے ان کو بچائیں۔ ناپاکی اور شرارتوں کا خیال غالب ہو تو بچوں کو مسجد الحرام کے اندر کم سے کم لے کر جائیں۔ گودی والے بچوں کا لباس پاک رکھیں (پیمپر وغیرہ کر کے رکھیں) بچوں کو جاندار کے فوٹو والے کپڑے ہرگز نہ پہنائیں (ویسے تو کسی بھی وقت بچوں کو نہیں پہنانے چاہئیں)۔

مسائل

(۱) بالغ ہونے سے پہلے جس بچے / بچی نے حج کر لیا تو فرض حج ادا نہیں ہوا۔

(۲) بچہ / بچی سمجھدار ہو تو نیت کر کے لڑکا باقاعدہ اپنا احرام باندھے۔

(۳) بچہ / بچی نے احرام کے خلاف کام کر لیا یعنی ممنوعات کا ارتکاب کر لیا تو اس پر دم / صدقہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔

(۴) بچے کی طرف سے کسی نے احرام باندھا تو اسے بھی چاہئے بچہ کو دو چادریں پہنا دیں اور ولی بچہ کو غلطی کرنے سے بچائیں یعنی خلاف احرام کام نہ ہونے دیں۔ بہر حال اگر بچہ خلاف احرام کام کر لے تو دم صدقہ وغیرہ نہ بچے پر ہے نہ ولی پر۔

(۵) بچہ حج بدل نہیں کر سکتا۔

(۶) بچے اور بچیاں ہمیشہ ولی کے تابع ہوتے ہیں۔ جو ولی اپنے حج کے لئے نیت کرے گا وہی نابالغ بچوں کے لئے اس کی نیت معتبر ہوگی۔

(۷) اگر بچہ / بچی سمجھدار (بالغ ہونے کے قریب) ہو تو وہ ولی سے پوچھ پوچھ کر ارکان حج کی ادائیگی کرتے رہیں۔

(۸) بچوں بچیوں پر دوران حج بالغ ہونے تک قربانی نہیں اگر ولی ثواب کی خاطر ان کی طرف سے قربانی دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

(۹) اگر بچہ / بچی مالدار ہوں اور اپنی قربانی خود کرنے پر اصرار کریں تو کر سکتے ہیں مگر اس کا گوشت نہ تقسیم کر سکتے ہیں نہ خیرات کر سکتے ہیں اگر بچ کر وہ رقم اپنی ذات پر لگانا چاہیں تو درست ہے۔

(۱۰) بچوں کے احرام میں سختی نہیں ہے۔ کہیں سے سلائی وغیرہ کی ضرورت ہو تو مجبوری کے درجہ میں گنجائش ہے۔

(۱۱) اگر بچہ / بچی دوران حج بالغ ہو جائیں تو اگر وقوف عرفہ کا موقع مل گیا تو اسی سال ان کا فرض حج ادا ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

جامعہ کے شب و روز

اخبار الجامعة

جامعہ عبداللہ بن عمر کا وفاق المدارس کے سالانہ امتحان کا اجمالی نتیجہ

الثانوية الخاصة 8 طالب علم، 3 ممتاز ، 5 جید جداً ، نتیجہ 100 فی صد رہا۔

الثانوية العامة 31 طالب علم، 13 ممتاز ، 17 جید جداً ، ایک جید، نتیجہ 100 فی صد رہا۔

مجموعی نتیجہ 39 طالب علم، 16 ممتاز ، 22 جید جداً بھرف ، ایک جید، نتیجہ 100 فی صد رہا۔

اس جامعہ کے ہونہار طالب علم معظم علی نے ثانویہ خاصہ (درجہ رابعہ) میں پورے پاکستان میں (8711 طالب علموں میں) پہلی پوزیشن حاصل کی جس پر وہ بجا طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جامعہ کے سرپرست جناب حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور) نے بعد از نماز عصر مسجد حسن (جامعہ اشرفیہ لاہور) میں اپنی روزانہ کی دس منٹ والی مجلس کے اندر جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب دامت برکاتہم کے دستِ مبارک سے (حسب وعدہ) معظم علی کو مبلغ 5000 روپے نقد دلوائے۔ (اللھم لک الحمد و لک الشکر)

- مطبخ کے لئے زیر منصوبہ دو منزلہ عمارت میں سے پہلی منزل کی چھت عنقریب پڑنے والی ہے (ان شاء اللہ تعالیٰ)
- درس گاہوں کی دوسری اور تیسری منزلوں کا فرش تقریباً مکمل ہونے کو ہے۔ (الحمد للہ)
- درس گاہوں میں رنگ و روغن کا کام جاری ہے۔
- اس سال سالانہ جلسہ با قاعدہ منعقد نہیں ہو رہا۔ بسلسلہ ماہانہ بیانات ہر انگریزی مہینے کی پہلی اتوار کو بعد از نماز عصر جیسا کہ یہ سلسلہ کئی سالوں سے چلا آ رہا ہے مگر اب زیادہ اہمیت کے ساتھ کسی بزرگ کا بیان منعقد کیا جائے گا (ان شاء اللہ تعالیٰ) بقر عید سے پہلے دو بیان (5 دسمبر اور 2 جنوری طے شدہ ہیں)

پہلا ماہانہ بیان بروز اتوار بعد نماز عصر

مورخہ 5 دسمبر 2004

مصلح الامت حضرت مولانا

صوفی محمد سرور صاحب

دامت برکاتہم کا ہوگا ان شاء اللہ

دوسرا ماہانہ بیان بروز اتوار بعد نماز عصر

مورخہ 2 جنوری 2005

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی

محمد رفیع عثمانی صاحب

دامت برکاتہم ([illegible]) کا ہوگا ان شاء اللہ

قارئین کرام! خود بھی شرکت کرنے کی کوشش فرمائیں اور دوست و احباب کو بھی شرکت کی دعوت دیں

ماہنامہ علم وعمل
ارکان حج قدم بہ قدم
رجسٹرڈ نمبر 244
8 ذوالحج حج کا پہلا دن
غسل کریں یا وضو کریں
حج کرنے کی نیت کریں (شرط)
طواف: سات دفعہ کعبہ کے گرد چکر لگائیں (مستحب)
آب زمزم پئیں (مستحب)
دو رکعت واجب الطواف مقام ابراہیم کے قریب یا جہاں جگہ ہو ادا کریں
نماز فجر کے بعد احرام باندھ لیں (شرط)
دو رکعت نماز نفل ادا کریں (مستحب)
ظہر سے پہلے منیٰ کیلئے روانہ ہو جائیں
منیٰ میں تمام رات قیام کریں (سنت)
منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر باجماعت ادا کریں (سنت)
تلبیہ کثرت سے پڑھتے رہیں (مستحب)
حج کا پہلا دن مکمل ہو گیا
9 ذوالحج حج کا دوسرا دن آپ منیٰ میں ہیں
فجر کی نماز کے بعد عرفات جائیں (سنت)
عرفات میں مغرب کی نماز نہ ادا کریں
وقوف عرفہ (فرض) سورج غروب ہونے تک عرفات میں قیام کریں (واجب)
عرفات میں ظہر اور عصر ادا کریں
سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ جائیں
مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر عشاء کے وقت مزدلفہ میں ادا کریں (واجب)
70 کنکریاں اکٹھی کریں (مستحب) تمام رات مزدلفہ میں قیام کریں (سنت)
وقوف مزدلفہ کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے (واجب)
حج کا دوسرا دن مکمل ہو گیا
10 ذوالحج حج کا تیسرا دن آپ مزدلفہ میں ہیں
سورج نکلنے سے ذرا پہلے منیٰ روانہ ہو جائیں
جمرۃ العقبیٰ پر سات کنکریاں ماریں (واجب)
جانور کی قربانی کریں (واجب)
مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام میں جائیں
اب احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں
بال کٹوائیں (واجب)
طواف زیارت کریں (فرض)
دو رکعت واجب الطواف مقام ابراہیم کے قریب یا جہاں جگہ ہو ادا کریں
آب زمزم پئیں (مستحب)
صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں
مکہ مکرمہ میں قیام نہ کریں واپس منیٰ چلے جائیں
حج کا تیسرا دن مکمل ہو گیا
11 ذوالحج حج کا چوتھا دن آپ منیٰ میں ہیں
زوال کے بعد تینوں جمرات جائیں
عبادت کیلئے منیٰ میں قیام کریں (سنت)
حج کا چوتھا دن مکمل ہو گیا
12 ذوالحج حج کا پانچواں دن آپ منیٰ میں ہیں
زوال کے بعد تینوں جمرات پر جائیں
تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں ماریں (واجب)
سورج غروب ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ میں چلے جائیں
الوداعی طواف کریں (واجب)
مکہ سے روانہ ہو جائیں
حج مکمل ہو گیا حج مبارک ہو
حج تمتع یا قران کرنے والے حاجی دو قربانیاں کریں گے ایک دمِ قران یا تمتع دوسری اپنی ذاتی قربانی ہاں البتہ غریب ہو یا مسافر (یعنی مکہ میں مقیم یا پندرہ دن رہنے کا ارادہ نہ ہو) تو وہ صرف ایک قربانی (دم تمتع یا دم قران) کرے گا
عمرے کے دو فرض ہیں ۱ احرام مع نیت و تلبیہ ۲ طواف
عمرے کے دو واجب ہیں ۱ صفا و مروہ کے درمیان سعی ۲ سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا
سفرِ حج میں خاص طور پر بدزبانی سے بچیں
دو نفل شکرانہ برائے طواف واجب ہیں مگر مقام ابراہیم پر پڑھنا صرف بہتر ہے کسی کو تکلیف ہو تو جہاں جگہ ملے پڑھ لینے چاہئیں
حج کے پانچ دنوں میں عمرہ کرنا مکروہ ہے